پریشانیوں سے نجات

تالیف
محمد اختر صدیق

مکتبہ اسلامیہ


پریشانیوں سے
نجات
تالیف
محمد اختر صدیق
مکتبہ اسلامیہ

ناشر .... محمد سرور عاصم

اشاعت .... جون 2011ء

قیمت ....

المکتبۃ الرحمانیۃ
۹۹۔۔۔جے ماڈل ٹاؤن۔لاہور
نمبر............



مکتبہ اسلامیہ

بالمقابل رحمان مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور۔ پاکستان فون:042-37244973

بیسمنٹ سمٹ بینک بالمقابل شیل پٹرول پمپ کوتوالی روڈ، فیصل آباد۔ پاکستان فون:041-2631204, 2034256

E-mail:maktabaislamiapk@gmail.com

فہرست

مذکورہ غموں کا علاج



عرض مؤلف

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلاۃُ وَالسَّلامُ عَلٰی اَشْرَفِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْن. اَمَّا بَعْد!

اس حقیقت سے کوئی انسان انکار نہیں کرسکتا کہ دنیا میں ہر امیر غریب' نیک و بد اور مرد و زن کو قانون قدرت کے تحت غموں اور پریشانیوں سے کسی نہ کسی شکل میں ضرور واسطہ پڑتا ہے اور بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ اسے کچھ سمجھ نہیں آ رہی ہوتی کہ وہ کیا کرے اور کیا نہ کرے؟ اس کی صلاحیت جواب دے جاتی ہے اور یہ کہ ان مصائب سے فرار کسی انسان کے لئے ممکن نہیں ہے۔

اگر ہم قرآن مجید میں مذکور حالات و واقعات کا مطالعہ یا کسی مستند تاریخی کتاب کی ورق گردانی کریں تو یہ اندازہ لگانے میں قطعاً کوئی دقت محسوس نہیں ہوگی کہ اس کائنات کے افضل ترین انسانوں یعنی انبیائے کرام کو بھی غموں اور پریشانیوں سے دوچار ہونا پڑا' حتیٰ کہ نبی کریم ﷺ نے بھی اس پُرصعوبت میدان میں بے شمار دکھوں' پریشانیوں اور غموں کو برداشت کیا۔ اس کے علاوہ آپ تاحیات اس غم میں مبتلا رہے کہ میری پوری امت کیسے جنت میں جانے والی بن جائے۔؟ یہی بات اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بیان فرمائی ہے کہ:

﴿فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ اِنْ لَّمْ يُؤْمِنُوْا بِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَسَفًا﴾ [1]

''پس اگر یہ لوگ اس بات (قرآن) پر ایمان نہ لائیں تو کیا آپ ان کے پیچھے اسی غم میں اپنی جان ہلاک کر ڈالیں گے۔''

ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا ''ہر نبی نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی جو اس نے قبول کر لی جبکہ میں نے اپنی دعا کو قیامت کے دن تک مؤخر کر دیا تاکہ اپنی امت کی سفارش کرسکوں۔'' [2]

الغرض ہر خاص و عام کو غم اور پریشانیوں سے پالا پڑتا ہے لیکن وہ انسان خوش قسمت ہے جو غم کو صبر اور حوصلہ کے ساتھ برداشت کرتا ہے اور دینی رہنمائی کو سامنے رکھتے ہوئے غموں اور

---

[1] ۱۸/الکہف:٦۔ [2] صحیح بخاری' کتاب الدعوات مع الفتح: ۷٤۷٤۔

پریشانیوں کا علاج ڈھونڈنے کی سعی کرتا ہے۔ ہماری بدقسمتی یہ ہے کہ ہمیں دیگر کئی مسائل کی طرح اس مسئلہ میں بھی کتاب وسنت کی صحیح رہنمائی میسر نہیں ہے' اسی لیے تو بعض لوگ غم کو بے صبری' رونے پیٹنے کے ساتھ ختم کرنے کی ناکام کوشش کرتے ہیں' اور بعض بچارے عجیب وغریب قسم کی رسومات اور حیران کن حرکات کے ذریعے غموں کا بوجھ ہلکا کرنے کی سعی کرتے ہیں۔ اور بعض لوگ اتنے دل برداشتہ ہو جاتے ہیں کہ خودکشی جیسے خطرناک اور حرام فعل کا ارتکاب کر بیٹھتے ہیں۔

راقم الحروف کسی مسئلہ کی تحقیق کی غرض سے اپنی کتابوں کو الٹ پلٹ کر رہا تھا کہ اچانک چند صفحات پر مشتمل ایک چھوٹا سا عربی کتابچہ میرے ہاتھ لگا' جس کا عنوان ''علاج الھموم'' (غموں کا علاج) تھا۔ میں نے اس کی ورق گردانی شروع کی تو یہ مجھے ہر خاص و عام کے لیے انتہائی مفید اور کتاب وسنت کی مناسب رہنمائی پر مشتمل نظر آیا۔ دو تین دفعہ سرسری انداز سے نظر دوڑانے پر میرے دل میں خیال آیا کہ کیوں نہ اسے اردو قالب میں ڈھالا جائے؟' لیکن یہ کتابچہ بہت ہی مختصر اور ناکافی محسوس ہوا۔ میں نے اس مضمون کو ذرا تفصیل اور وضاحت کے ساتھ لکھنے کی ضرورت محسوس کی کیونکہ مذکورہ کتابچہ میں چند ایک مسائل ایسے بھی تھے کہ جن کا تعلق عرب معاشرہ سے ہے اور ہمارے ہاں شاید ان کا تصور نہیں مگر یہ بات تو مسلم ہے کہ ہمارے ماحول اور معاشرہ میں اکثر لوگ پریشان اور غمگین ہیں اور طرح طرح کی مصیبتوں میں گرفتار ہیں۔

معزز قارئین! یقین کیجیے کسی بھی پیش آمدہ مسئلہ میں کتاب وسنت کی خالص رہنمائی میسر آ جانا ایک بہت بڑی نعمت سے کم نہیں۔ ذاتی رائے' لالچ' تعصب' فرقہ بندی' خاص مذہبی رجحانات اور اندھی تقلید سے بالاتر ہو کر تصنیف وتالیف اور تبلیغ دین کا فریضہ سرانجام دینے والے علما زبردست خراج تحسین کے مستحق ہیں۔ ''علاج الھموم'' کتابچہ کے مصنف فضیلۃ الشیخ محمد صالح المنجد حفظہ اللہ کا نام بھی ایسے ہی علما کی صف میں شامل ہے۔ اردو زبان میں یہ کوشش اسی کتابچہ کے مرہون منت ہے۔ مجھے اپنے پروردگار سے مکمل امید ہے کہ یہ کتاب دکھی انسانیت کے لئے مشعل راہ ہوگی۔ (ان شاء اللہ)

اگرچہ غم اور پریشانیوں کا علاج تو آج سے ساڑھے چودہ سو سال قبل قرآن وحدیث میں

بڑے احسن انداز کے ساتھ بیان کر دیا گیا مگر کتب حدیث کی ضخامت اور قرآن مجید کے بے شمار موضوعات میں اسے تلاش کرنا عالی ہمت اور عربی زبان سے واقف کاروں کا کام ہے اس لئے یہ مختصر کتاب عام لوگوں کے لئے غموں کے باب میں بطور علاج مستقل رہنمائی بھی ہے اور آسانی کا باعث بھی۔

میں نے جب مکتبہ اسلامیہ کے مدیر محترم جناب محمد سرور عاصم حفظہ اللہ سے اس خواہش کا اظہار کیا کہ اس عربی کتابچہ کو مفید اضافہ جات اور مناسب ترمیم کے بعد اردو دان طبقہ کی خدمت میں پیش کیا جانا چاہیے اور یہ کہ میں ہی اس عنوان کو صفحہ قرطاس پر لانے کی خواہش رکھتا ہوں تو انہوں نے حسب سابق وسعت قلبی کا مظاہرہ کرتے ہوئے فوراً حامی بھر لی دراصل انہیں بھی ہر وقت اچھے اچھے عنوانات قارئین کی خدمت میں پیش کرنے کا غم لگا رہتا ہے۔انہوں نے وعدہ کیا کہ اگر یہ عنوان مکمل ہو جائے تو ہم ان شاء اللہ اس کو بہترین اور خوبصورت طباعت کے ساتھ قارئین کی خدمت میں پیش کریں گے ان کے حوصلہ نے میرے ارادے کو جلا بخشی اور میں نے مالک کائنات سے توفیق طلب کرتے ہوئے قلم تھام لیا اور گزارشات لکھنے بیٹھ گیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ان کی نیکیوں میں اضافے کا باعث ہے۔(ان شاء اللہ)

اس کتاب کو تیار کرنے میں مندرجہ ذیل نکات کو پیش نظر رکھا گیا ہے۔

① میں نے عربی کتابچہ کے ترجمہ کی قطعاً کوشش نہیں کی بلکہ مؤلف کی سوچ کو اپنے انداز میں پیش کیا ہے تاکہ یہ کتاب ہمارے معاشرے سے ہم آہنگ رہے۔

② مؤلف کے طرز تالیف کو سامنے رکھتے ہوئے میں نے ''غموں کا علاج'' بیان کرنے سے پہلے غموں کی چند قسمیں بیان کی ہیں تاکہ غم کی کیفیت اور اس کے وزن کا اندازہ ہو سکے۔اگرچہ دقیق نظر سے غموں کی کئی اور قسمیں بنائی جا سکتی ہیں مگر میں نے بنیادی تقسیم کو مدنظر رکھا ہے۔

③ میں نے کوشش کی ہے کہ کتاب کی زبان سادہ اور عام فہم ہو اس لئے چند مقامات پر احادیث کے بعض الفاظ کا مفہوم ذکر کر دیا ہے۔

④ قرآن مجید کی آیات کا ترجمہ علامہ محمد جونا گڑھی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے جو کہ مدینہ منورہ سے چھپنے والے قرآن مجید سے نقل کیا گیا ہے۔

⑤ بعض مقامات پر تفسیری وضاحت ذکر کی گئی ہے جو فضیلۃ الشیخ حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ کی بیان کردہ ہے اور مذکورہ قرآن مجید سے ہی نقل کی گئی ہے۔

⑥ ضرورت کے اعتبار سے میں نے کتابچہ کا بعض حصہ اس کتاب میں نقل اور بعض کو حذف' بعض میں مناسب تبدیلی' اور کئی مقامات پر اس میں مفید اضافے کیے ہیں۔

⑦ غموں کی اقسام بیان کرنے کے بعد اصل مدعا کی وضاحت کی گئی ہے اور تقریباً ستائیس کے قریب ایسے علاج ذکر کیے گئے ہیں جو غم اور پریشانیوں کو ختم کرنے یا کم از کم اس کی شدت کو کم کرنے کے لئے انتہائی مفید اور کتاب وسنت کے دلائل پر مبنی ہیں۔

⑧ کتاب کے آخر میں' غموں کو ختم کرنے کے لئے ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ کے بیان کردہ پندرہ نکات کا خلاصہ بھی درج ہے جو انہوں نے بڑی تفصیل کے ساتھ بہت احسن پرائے میں بیان کئے ہیں۔

⑨ سب سے آخر میں قارئین کی توجہ اس حقیقی غم کی طرف دلائی گئی جس کے سامنے دنیا کے غم بے فائدہ اور بے وُقعت ہیں۔ اس دنیا میں کسی کو یہ غم ہے کہ اس کے پاس مال و اسباب اکٹھا ہو جائے' کوئی اس غم میں مبتلا ہے کہ اسے بڑے سے بڑا عہدہ مل جائے' کوئی یہ فکر لئے ہوئے ہے کہ اس کے رہنے کے لئے بہترین گھر ہونا چاہیے' یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے سپرد کرنا چاہیے۔ وہ جس طرح چاہتا ہے لوگوں کے درمیان وسائل تقسیم کرتا ہے۔ جس کو چاہتا ہے عزت دیتا ہے جس کو چاہتا ہے ذلیل کر دیتا ہے اس معاملے میں انسان کو کچھ بھی اختیار نہیں ہے۔

⑩ مجھے اپنی کم علمی اور ناقص فہمی کا مکمل احساس ہے اس لیے قارئین سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ میری غلطیوں کی نشاندھی ضرور کریں اور اصلاح کی غرض سے مجھے ضرور مطلع کریں۔ اور یہ دعا بھی کریں کہ اللہ تعالیٰ اس کاوش کو میرے اور میرے والدین' ناشر اور تمام معاونین کے لیے ذخیرہ آخرت بنائے۔ آمین

محمد اختر صدیق

کچھ غم اور پریشانیوں کے بارے میں

تمام تعریفیں اس پروردگار کے لئے ہیں جس نے کائنات کو بنایا اور اس کا نظام انتہائی احسن انداز سے چلایا' تمام مخلوقات کو پیدا کیا اور ان کی روزی کا بندوبست فرمایا۔ اس نے کمال مہربانی سے انسان کو اشرف المخلوقات بنایا اور اس کی مناسب رہنمائی کے لئے انبیا کرام کو مبعوث فرمایا۔

اور بے شمار درود وسلام ہوں اس ہادی برحق (ﷺ) پر جن کو مالک کائنات نے خاتم النبیین اور انبیا کا سردار بنا کر بھیجا اور آپ کی امت کو تمام قوموں سے افضل بنایا۔

دنیا میں کوئی ایسی روحانی یا جسمانی بیماری نہیں ہے جس کا علاج ممکن نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ کی کتاب اور رسول اکرم ﷺ کے فرامین میں بڑی تفصیل کے ساتھ امت مسلمہ کی تمام پریشانیوں کا علاج انتہائی احسن طریقہ سے بیان کیا گیا ہے' ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم ان سنہری تعلیمات کا ادراک کرنے کی صلاحیت پیدا کریں اور دین اسلام کی رہنمائی کو سمجھنے کی بھرپور کوشش کریں۔

یاد رکھیے حقیقت میں دنیا کی زندگی دکھوں اور پریشانیوں کا گھر ہے۔ غم' فکر' پریشانی' دکھ' تکلیف' اور مصیبت حیاۃ انسانی میں کوئی اچنبھے کی بات نہیں ہے۔ شاید اسی لئے تو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اس بات کی وضاحت کر دی کہ

﴿لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي كَبَدٍ﴾ [1] "یقیناً ہم نے انسان کو بڑی مشقت میں پیدا کیا ہے" یہ بات اللہ تعالیٰ نے قسم اٹھانے کے بعد کہی ہے یعنی انسان کی زندگی محنت و مشقت اور شدائد سے معمور ہے۔ یہاں یہ اشکال پیدا ہو سکتا ہے کہ بعض لوگوں کی زندگی میں کوئی پریشانی اور غم نہیں' وہ زندگی کے ایام خوش وخرم رہ کر بسر کر رہے ہیں' وہ بہترین مال و اسباب کے مالک ہیں دکھ' غم' پریشانی ان کے قریب آنے کا نام نہیں لیتی' وہ جو چاہتے ہیں حاصل کر لیتے ہیں اور ان کی ہر خواہش پوری ہوتی ہے۔ اس کا جواب کچھ یوں عرض کیا جا سکتا ہے کہ یہ دعویٰ حقیقت سے کوسوں دور ہے۔ صاحب ثروت اور ناز و نعم کی زندگی گزارنے والے

[1] ۹۰/البلد: ٤۔

بھی کہیں نہ کہیں پریشانیوں سے ضرور دوچار ہوتے ہیں۔ اور اگر آپ نے ایسے لوگوں کی زندگی کا سرسری سا بھی جائزہ لیا ہو تو یقیناً آپ میری اس بات سے مکمل اتفاق کریں گے کہ ایسے حضرات کی زندگی فقرا سے زیادہ اجیرن اور عام آدمی سے کہیں زیادہ پر آشوب ہے۔

فضیلۃ الشیخ محب الدین خطیب فرماتے ہیں ''وہ لوگ جن کو زندگی کی تمام سہولیات میسر ہیں اور وہ ہر وقت نعمتوں کی اعلیٰ اقسام سے استفادہ کرتے ہیں انہیں بھی اس وقت پریشانی اور فاقہ کشی جیسی صورت حال سے گزرنا پڑتا ہے جب ان کا نفس حاصل شدہ نعمتوں سے بڑی سہولت کی خواہش کرتا ہے اور وہ اس کے حصول میں ناکام رہتے ہیں۔ [1]

اگر آپ میری بات سے متفق نہیں تو ملک کے سربراہ اور وزیراعظم سے لے کر بڑے بڑے تاجروں' زمینداروں اور صنعت کاروں کا انٹرویو کر کے دیکھ لیں کہ وہ کیسی کیسی پریشانیوں میں مبتلا ہیں۔ عام آدمی جو بڑی بڑی دکانوں' فیکٹریوں اور تجارتی مراکز کے جگمگاتے سائن بورڈز پر حسرت بھری نگاہ ڈال کر گزر جاتا ہے وہ ان کے پیچھے موجود اندھیروں سے بے خبر ہے۔ اسے علم نہیں کہ ان کا مالک بیچارا کن کن مصائب سے گزر کر اور کون کون سے پاپڑ بیل کر دن گزارتا ہے اور کن دکھوں کا بوجھ لیے رات کو اپنے بستر پر جا گرتا ہے۔ کتنے ہی ان میں سے ایسے ہیں جو سکون کی نیند بھی نہیں سو سکتے۔ شاید ہی کوئی خوش نصیب ہو جسے اطمینان میسر ہو اور یہ صرف اس کے لیے ممکن ہے جس کی روزی حلال اور اس کی زندگی مجموعی لحاظ سے شرعی اصولوں کے مطابق گزر رہی ہو۔ میں طوالت کے ڈر سے بات ختم کر رہا ہوں ورنہ یہ LoveStory تو بہت لمبی ہو سکتی ہے۔

قارئین کرام! غموں اور پریشانیوں سے خالی زندگی فقط جنت میں نصیب ہو گی یہ امتیازی وصف صرف اور صرف کامیاب اخروی زندگی کو حاصل ہے۔ یقیناً وہ لوگ انتہائی خوش قسمت ہیں جن کو پروردگارِ عالم دکھوں سے پاک زندگی عطا فرمائے گا۔ جنت کے دربان ان کو خوش آمدید کہیں گے اور ساتھ ہی ساتھ یہ خوش خبری بھی دیں گے۔

﴿سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوْهَا خٰلِدِيْنَ﴾ [2]

''تم پر سلام ہو' تم خوش حال رہو اور تم اس (جنت) میں ہمیشہ کے لئے چلے جاؤ۔''

---

[1] مقدمہ آداب الزفاف البانی رحمہ اللہ۔ [2] ۳۹/الزمر: ۷۳۔

اور فرمایا:

﴿لَا يَمَسُّهُمْ فِيهَا نَصَبٌ وَّمَا هُمْ مِّنْهَا بِمُخْرَجِينَ﴾ ❶

''نہ تو انہیں وہاں کوئی تکلیف چھو سکتی ہے اور نہ ہی وہاں سے وہ کبھی نکالے جائیں گے۔''

وہ زندگی حقیقی اور اتنی پر سکون ہے کہ وہاں کسی قسم کا کوئی ناپسندیدہ کلمہ بھی سننے کو نہیں ملے گا' تکلیف اور غم کا تو تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿لَا يَسْمَعُونَ فِيهَا لَغْوًا وَّلَا تَأْثِيمًا ۝ إِلَّا قِيلًا سَلَامًا سَلَامًا﴾ ❷

''وہاں کوئی لغو (فضول) بات سنیں گے اور نہ گناہ کی بات صرف' سلام ہی سلام کی آواز ہوگی۔''

دنیا کی زندگی کا عالم تو یہ ہے کہ انسان ہر وقت پریشانیوں اور غموں میں گھرا رہتا ہے۔ وہ بیتے ہوئے ایام کے متعلق غم زدہ مستقبل کے لئے فکر مند اور حال کے متعلق پریشان رہتا ہے اور اگر انسان کسی ایسی ناپسندیدہ صورت حال سے دوچار ہو جائے جس کا تلخ تجربہ اسے پہلے بھی ہو چکا ہو تو اس کا زخم تازہ اور اس کا غم بہت زیادہ بھاری ہو جاتا ہے۔

غموں اور پریشانیوں کا نزول انسان کے دل پر ہوتا ہے' اس لئے ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے دلوں کی دو قسمیں بیان کی ہیں۔ وہ کہتے ہیں:

(۱) وہ دل جن پر اللہ تعالیٰ کی برکات کا نزول ہوتا ہے۔ ایسے دل پر مسرت' مسرور' پُر رونق' بھلائی سے معمور اور خیر کی طرف جھکتے ہیں' اور ہر وقت نیک کاموں کی طرف مائل رہتے ہیں اور بہت کم پریشان ہوتے ہیں۔

(۲) وہ دل جو شیطان کی تدبیروں کی آماجگاہ ہوتے ہیں۔ ایسے دل' ظلمت' غم' پریشانی' دکھ اور مصیبتوں کا گھر ہوتے ہیں۔'' ❸

میں کہنا چاہوں گا کہ وہ لوگ جن کے سینے میں پہلی قسم کے دل دھڑکتے ہیں وہ بڑی سے بڑی مصیبت کو صبر' حوصلہ اور خندہ پیشانی سے قبول کرنے کی مکمل کوشش کرتے ہیں۔ وہ

---

❶ ۱۵/الحجر:۴۸۔ ❷ ۵۶/الواقعة:۲۵۔۲۶۔ ❸ الفوائد لابن القیم۔

اندر سے کتنے بھی گھائل کیوں نہ ہوں بظاہر اطمینان رہنے کی کوشش کرتے ہیں اور ہر چھوٹی موٹی بات پر غمگین نہیں ہوتے۔

اور وہ لوگ جن کے سینوں میں دوسری قسم کے دل دھڑکتے ہیں وہ معمولی سی تکلیف پر بھی واویلا شروع کر دیتے ہیں اور اتنی بے صبری کا مظاہرہ کرتے ہیں جیسے ان پر مصیبتوں کے پہاڑ ٹوٹ پڑے ہوں۔ وہ ہر وقت غمگین رہتے ہیں اور تھوڑی سی تکلیف پر بھی بہت پریشان ہو جاتے ہیں۔

غموں کی اقسام

میں مناسب سمجھتا ہوں کہ پریشانیوں اور غموں کا علاج ذکر کرنے سے قبل ان کی حیثیت کا اندازہ قارئین کی خدمت میں پیش کروں اور غموں کی اقسام عرض کروں تا کہ پتہ چل سکے کہ حقیقت میں غم اور پریشانی کس کو کہتے ہیں اور لوگوں نے کن کن چیزوں اور حالتوں کو خواہ مخواہ غم' دکھ اور مصیبت بنا کر اپنے اوپر سوار کر رکھا ہے۔

پہلی قسم: وہ غم جو حقیقت میں بہترین ہیں

ذیل میں ان دکھوں اور غموں کا تذکرہ کیا جا رہا ہے جو حقیقت میں بہترین اور شاندار ہیں۔ شاید کسی کو میری اس بات سے تعجب ہو کہ غم بھی بہترین ہو سکتے ہیں۔ جی ہاں' کچھ غم ایسے بھی ہیں جو انتہائی شاندار ہیں ان کی تفصیل کچھ اس طرح پیش کی جا سکتی ہے۔

(ا) انبیا علیہم السلام کا غم

اللہ تعالیٰ نے بنی آدم کی رہنمائی کے لیے سوا لاکھ کے قریب انبیا اور رسول مبعوث فرمائے' تمام انبیا لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دیتے رہے' ان کو بے شمار مصائب اور تکالیف سے دوچار ہونا پڑا' ان میں سے بعض وہ بھی ہیں جو ساری زندگی دین کی دعوت دیتے رہے' اللہ تعالیٰ کی توحید کی طرف لوگوں کو بلاتے رہے مگر کسی نے ان کی بات پر توجہ نہیں دی یا بہت ہی کم افراد نے ان کی بات کو تسلیم کیا مگر وہ پھر بھی اس غم میں مبتلا رہے کہ ان کی قوم کفر اور ہٹ دھرمی چھوڑ کر فلاح و کامرانی کا راستہ اختیار کر لے۔

رسول اکرم ﷺ بھی اپنی قوم کے متعلق بہت پریشان رہا کرتے تھے۔ آپ کی خواہش تھی کہ تمام لوگ دین اسلام پر عمل پیرا ہو کر جنتوں کے وارث بن جائیں اور اپنے آپ کو جہنم کی آگ سے بچالیں۔ آپ کو اس بات کا اتنا غم اور فکر لاحق تھی کہ آپ ہر وقت پریشان رہنے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلَىٰٓ اٰثَارِهِمْ اِنْ لَّمْ يُؤْمِنُوْا بِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَسَفًا﴾ [1]

''پس اگر یہ لوگ اس بات پر ایمان نہ لائیں تو کیا آپ ان کے پیچھے اسی رنج میں اپنی جان ہلاک کر ڈالیں گے۔؟''

یہاں ''اس بات'' سے مراد قرآن کریم ہے۔ اس آیت کریمہ میں آپ ﷺ کی اسی کیفیت اور جذبے کا اظہار ہے جو آپ کفار کے ایمان نہ لانے کے متعلق رکھتے تھے اور اس شدید تکلیف کا ذکر ہے جو لوگوں کے اسلام قبول نہ کرنے کی وجہ سے آپ کو ہوتی تھی۔

(ب) مخلص علما کا غم

وہ عالم دین جو لالچ، تعصب اور ذاتی مفاد سے بالاتر ہو کر علم حاصل کرتا ہے اور پھر اپنے پروردگار کی خوشنودی کے لیے لوگوں کی اصلاح کا بیڑا اٹھا لیتا ہے، وہ خوب سمجھتا ہے کہ اس کا مشن انبیا علیہم السلام کا ہی طریقہ کار ہے۔ خاتم النبیین ﷺ کی رحلت کے بعد اصلاح امت کا فریضہ علمائے کرام کے کندھوں پر ہے۔ ہر مخلص عالم دین ہر وقت اس غم میں مبتلا رہتا ہے کہ وہ جہاں لوگوں کے مسائل کے پیش نظر علمی گتھیاں سلجھانے کے لیے دن رات کتاب و سنت کی نصوص میں غور و فکر کرے وہاں لوگوں کی اصلاح کی بھی بھرپور کوشش کرتا رہے۔ وہ انتہائی احسن انداز سے دین کی دعوت پیش کرتا ہے اور ہر وقت خیر خواہی کی کوشش کرتا ہے اور جو روشنی اس کو رب کائنات نے عطا کر رکھی ہے اس سے عام لوگوں کو فیض یاب کرنے کی سعی کرتا ہے تاکہ لوگ اپنے پروردگار کے حق کو پہچانیں اور اس کے حضور سربسجود رہیں، وہ ہمیشہ اس فکر میں بھی رہتا ہے کہ جدید مسائل میں امت کی کس طرح رہنمائی

[1] ۱۸/الکھف:۶۔

کی جائے؟۔ وہ لوگوں کو فرقہ واریت' گروہ بندی اور خود ساختہ مذہبی حد بندیوں سے دور کر کے فقط کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کا پابند بنانے کی کوشش کرتا ہے۔

(ج) نیک حکّام کا غم

ہر وہ حکمران جو اپنی رعایا کے لیے خیر خواہی کے جذبات رکھتا ہے' وہ اس غم میں مبتلا رہتا ہے وہ اپنی ذمہ داری سے کیسے عہدہ برآ ہو؟' وہ خوب سمجھتا ہے کہ پوری قوم کی مسئولیت اس کے کندھوں پر ڈال دی گئی ہے اور وہ قیامت کے دن اس بارگراں کے متعلق جواب دہ ہے۔ اسے ہر وقت یہ پریشانی لگی رہتی ہے کہ وہ کس طرح اپنی رعایا کی بہتری کے لیے منصوبہ بندی کرے؟

اسی سلسلہ میں عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا وہ مشہور و معروف قول بھی پیش کیا جا سکتا ہے جو آپ نے خلافت کا تاج پہننے کے بعد اپنی ذمہ داری اور مسؤلیت کے متعلق کہا تھا کہ:

''اگر عراق کی سرزمین پر کوئی جانور بھی پیاسا مر گیا تو مجھ سے اس کے متعلق سوال ہو سکتا ہے۔''

خلیفہ راشد عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ جب مسند خلافت پر رونق افروز ہوئے اور لوگوں نے ان کی باقاعدہ بیعت بھی کر لی تو وہ بہت غمگین اور افسردہ سے گھر لوٹے۔ ان کا غلام عرض کرنے لگا کہ آپ اتنے پریشان کیوں ہیں؟ مسلمانوں نے آپ کو اپنا امیر اور خلیفہ مقرر کیا ہے' یہ تو خوشی کا موقع ہے کہ آپ اتنی بڑی سلطنت کے حکمران بن چکے ہیں پھر اتنے افسردہ کیوں ہیں؟ انہوں نے جواب دیا: ''تیرا ستیاناس ہو' مشرق و مغرب تک پھیلی امت اسلامیہ کے ہر فرد کی ذمہ داری کا بوجھ میرے کندھوں پر ڈال دیا گیا ہے' ہر کوئی صاحب حق ہے اور میں اکیلا اس کو ادا کرنے والا ہوں' زبان حال سے ہر فرد اپنے حق کا مطالبہ کر رہا ہے چاہے وہ میری طرف چٹھی بھیجے یا نہ بھیجے' اپنے حق کا مطالبہ کرے یا نہ کرے' میں تو بہر حال اس کا مسئول اور ذمہ دار ہوں۔'' [1]

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں جب'' عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کو کچھ عرصہ کے لیے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا قائم مقام بنایا گیا تو وہ راتوں کو سکون سے سوتے نہیں تھے بلکہ دن رات نظام حکومت کے متعلق مشورہ کرتے حتیٰ کہ بوڑھی عورتوں سے بھی تبادلہ خیال کیا کرتے تھے۔'' [2]

---

[1] سیرۃ عمر بن عبدالعزیز ص ۳۷۔ [2] فتح الباری: ۷/۲۰۷۔

ہم یہ کہنے میں حق بجانب ہیں کہ ہر عادل اور خیر خواہ حکمران اس فکر میں رہتا ہے کہ اپنی رعایا کے مسائل حل کرے' امن و امان قائم رکھے اور عامۃ الناس کی فلاح و بہبود کے لیے زیادہ سے زیادہ محنت کرے۔

(د) صاحب بصیرت رہنما کا غم

ملکوں کی سیاست' قوموں کے عروج و زوال' اور انقلابی سوچ پیدا کرنے میں قومی رہنماؤں کو اہم مقام حاصل ہے۔ ایک صاحب بصیرت رہنما اس غم میں مبتلا رہتا ہے کہ اس کی قوم کس طرح ترقی کی منازل طے کر سکتی ہے؟۔ وہ تقریر' تحریر' تدریس اور شاعری وغیرہ کے ذریعے قوم میں بیداری کی روح پھونکنے کی کوشش کرتا ہے۔ جب حکمران اور اس کے حواری اپنے اصل منشور سے ہٹ جاتے ہیں تو صاحب بصیرت رہنما اپنی قوم کی اصلاح اور ملت کی بقا کے لیے دن رات محنت کرتے ہیں۔ وہ اپنی تمام تر صلاحیتیں بروئے کار لا کر قوم کی رہنمائی کرتے ہیں اور اس عالی منزلت مشن کے لیے اپنا سب کچھ قربان کر دیتے ہیں۔ جس کی بہترین مثال ڈاکٹر اقبال رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

مصور پاکستان کو بھی شائد ایسا ہی غم تھا کہ وہ یہ کہنے پر مجبور ہو گئے:

تیرے صوفے ہیں فرنگی تیرے قالین ایرانی
لہو مجھ کو رلاتی ہے جوانوں کی تن آسانی

کہیں فرمایا:

یا رب دل مسلم کو وہ زندہ تمنا دے
جو قلب کو گرما دے جو روح کو تڑپا دے
محروم تماشا کو پھر دیدۂ بینا دے
دیکھا ہے جو کچھ میں نے اوروں کو بھی دکھلا دے

(ر) اساتذہ اور والدین کا غم:

اس غم سے مراد اساتذہ اور والدین کی وہ فکر اور سوچ ہے جس کی بنیاد پر وہ اپنے نونہالوں میں اسلامی تعلیمات کی پابندی' دینی و تہذیبی اقدار کا تحفظ' ملک و قوم کی ترقی' اعلیٰ

اخلاق کی پاسداری، عفت وعصمت کی حفاظت اور بے حیائی وفحاشی سے اجتناب کی تحریک پیدا کرتے ہیں، بچہ کی تربیت کے لیے گھر پہلا اور سکول دوسرا گہوارہ ہے۔ کئی مشہور دانشور اس بات کا اعلان کر چکے ہیں کہ:

"تم ہمیں اچھی مائیں دے دو ہم تمہیں اچھی قوم دے دیں گے"

دین ودنیا سے باخبر والدین اور اساتذہ اس فکر میں مبتلا رہتے ہیں کہ ان کی اولاد اور ان کے شاگرد کس طرح دنیا میں اپنا نام روشن کر سکتے ہیں اور کن اصولوں پر عمل پیرا ہو کر وہ مثالی مسلمان بن سکتے ہیں تاکہ دونوں جہان میں کامیاب ہو کر وہ اپنے والدین اور اساتذہ کی نجات کا ذریعہ بھی بن سکیں؟۔ جس قوم کے معمار اس سوچ کے حامل نہیں ہوتے اس کا حال وہی ہوتا ہے جو ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں کہ:

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم
نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے

اور ڈاکٹر محمد اقبال کو بھی اسی حالت کے پیش نظر کہنا پڑا۔

شکایت ہے مجھے یا رب خداوندان مکتب سے
سبق شاہین بچوں کو دیتے ہیں خاکبازی کا

میں مذکورہ چند مثالوں پر یہ کہتے ہوئے اکتفا مناسب سمجھتا ہوں کہ یقیناً یہ بہترین غم ہیں۔ ایسی سوچ، غم اور فکر ہی حقیقت میں امت مسلمہ کے روشن مستقبل کے غماز ہے اگر پوری قوم ایسی ہی پریشانیوں میں مبتلا ہو جائے تو وہ دن دور نہیں جس دن اسے کوئی غم نہیں رہے گا اور مسلمانان عالم کی شدید بھنور میں ہچکولے کھاتی کشتی پرسکون انداز میں کنارے جا لگے گی۔ (ان شاء اللہ)

دوسری قسم: مستقبل کے خوف کا غم

بعض لوگ اپنے مستقبل سے بہت خوف زدہ رہتے ہیں اور اس حد تک اپنے اوپر یہ غم سوار کر لیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامیدی اور مایوسی کی باتیں کرنے لگ جاتے ہیں۔ مثال کے طور پر اگر کوئی آدمی غریب ہے اور اس کی اولاد مال واسباب کی وارث نہیں تو

اسے یہ خوف اور پریشانی لاحق ہے کہ اس کی اولاد کا کیا بنے گا؟۔ انہیں کون کھلائے گا؟ کون ان کا خیال رکھے گا؟ یا بعض لوگ اپنے کاروبار' ملازمت اور تجارت کے متعلق بہت پریشان اور غمگین رہتے ہیں۔

تیسری قسم: گناہوں کے غم

یہ وہ غم اور پریشانیاں ہیں جو گناہوں کے نتیجے میں انسانی نفس کو لاحق ہوتی ہیں۔ انسان گناہ کرتا ہے تو اس کا نتیجہ پریشانی اور غم کی صورت میں سامنے آتا ہے۔ بے چینی' کوفت اور اضطراب بڑھتا چلا جاتا ہے کیونکہ گناہ کی لذت وقتی اور عارضی ہے۔ جوں جوں وہ گناہوں کی دلدل میں دھنستا چلا جاتا ہے اس کی پریشانیوں میں اضافہ اور دکھوں میں تسلسل آتا چلا جاتا ہے اور وہ ہمیشہ کے لئے غمگین اور بے چین رہنے لگ جاتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ انسان گناہ سرزد ہونے کے فوراً بعد ہی پریشان ہونے لگ جاتا ہے اور گناہوں کی نحوست اس کے دن کا آرام اور راتوں کی نیند چھین لیتی ہے۔

امام ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"گناہوں کے نقصانات تو بہت ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ دل کے اوپر سیاہی چڑھنا شروع ہو جاتی ہے جو آہستہ آہستہ پھیلتی رہتی ہے۔ گناہ کرنے والا خود کو ایسے محسوس کرتا ہے جیسے خوب اندھیری رات میں سفر کر رہا ہو' کیونکہ آنکھ کی ظاہری تاریکی کی طرح دل کی بھی تاریکی ہوتی ہے۔ نیکی نور اور روشنی ہے جبکہ گناہ ظلمت اور تاریکی ہے جتنی زیادہ تاریکی شدید ہوگی اسی حساب سے حیرت' پریشانی اور غم زیادہ ہوگا یہاں تک کہ گناہ کرنے والا گمراہیوں اور مہلک بیماریوں میں پھنس جاتا ہے۔ اس کی مثال اس اندھے کی طرح بھی ہے جو اندھیری رات میں تنہا چلے اور اسے کوئی رستہ بتانے والا بھی نہ ہو۔ گناہوں کی تاریکی اس قدر زبردست اور طاقتور ہوتی ہے کہ اس کا اثر آنکھوں پر ظاہر ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ اگر انسان اس تاریکی کو مزید بڑھاتا چلا جائے تو اس کا اثر چہرے پر بھی پڑتا ہے جس سے چہرہ سیاہ ہو جاتا ہے حتیٰ کہ ہر دیکھنے والا اس کو با آسانی محسوس کر سکتا ہے۔ اسی کا اثر اس کے دل پر بھی پڑتا ہے جس سے وہ ہر وقت غمگین اور پریشان رہتا ہے۔ اس کا چہرہ

سیاہ، دل پریشان، بدن کمزور ہو جاتا ہے، اس کی روزی میں کمی اور بے برکتی واقع ہو جاتی ہے۔ آخر کار اس انسان کے خلاف لوگوں کے دلوں میں نفرت پیدا ہو جاتی ہے۔ [1]

چوتھی قسم: مظلوم آدمی کا غم

جب کسی انسان پر ظلم ہوتا ہے تو وہ غمگین ہو جاتا ہے۔ اس کے دل میں قلق، دکھ اور تکلیف امڈ آتی ہے وہ کمزور ہونے کی وجہ سے کچھ کر تو نہیں سکتا البتہ خون کے گھونٹ پی کر رہ جاتا ہے اور اپنی بے بسی کے متعلق سوچ سوچ کر پریشان رہنے لگتا ہے۔

بعض دفعہ انسان کو رشتہ داروں کی ریشہ دوانیوں اور ظلم کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے انسان قریبی دوستوں اور بے تکلف ساتھیوں کے ظلم کا شکار ہو جاتا ہے۔

رشتہ داروں کے ظلم کے متعلق ایک شاعر لکھتا ہے:

وَظُلْمُ ذَوِی الْقُرْبٰی أَشَدُّ مُضَاضَةً
عَلَی النَّفْسِ مِن وَقْعِ الْحُسَامِ الْمُهَنَّدِ

''رشتہ داروں کا ظلم و زیادتی انسان کے لئے جسم پر ہندی تلوار کی کاری ضرب سے بھی زیادہ شدید ہے۔''

پانچویں قسم: دنیاوی مصائب کا غم

ہم یہ بات پہلے عرض کر چکے ہیں دنیا مصیبتوں پریشانیوں اور غموں کا گہوارہ ہے، اس لیے کچھ غم ایسے بھی ہیں جو دنیاوی مصائب کے مقابلے میں جنم لیتے ہیں۔ جیسا کہ کوئی آدمی اچانک بیمار ہو جائے، یا کسی مہلک مرض میں مبتلا ہو جائے۔ اسی طرح بعض لوگ اولاد کی نافرمانی، بیوی کی سنگدلی اور سختی سے پریشان رہتے ہیں۔ بعض عورتیں اپنے خاوند کی بے راہ روی کے متعلق غمگین رہتی ہیں، کچھ لوگ مال و اسباب کے ختم ہو جانے پر مغموم ہوتے ہیں۔

چھٹی قسم: مبلغین اور دعوت دین دینے پر مصائب کا غم

انبیائے کرام نے اس غم سے خوب حصہ پایا ہے۔ تمام انبیا نے دعوت دین کے میدان میں ناقابل حد تک لوگوں کی مخالفت، استہزا اور ظلم و زیادتی کا سامنا کیا۔

---

[1] الداء و الدواء الجواب الكافي۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

﴿ وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَحَاقَ بِالَّذِيْنَ سَخِرُوْا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝ قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ ثُمَّ انْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ۝ ﴾ ❶

''اور واقعی آپ سے پہلے جو پیغمبر ہوئے ہیں ان کے ساتھ بھی استہزا کیا گیا ہے۔ پھر جن لوگوں نے ان سے مذاق کیا تھا ان کو اس عذاب نے آ گھیرا' جس کا تمسخر اڑاتے تھے' آپ فرما دیجئے کہ ذرا زمین میں چلو پھرو پھر دیکھ لو کہ تکذیب کرنے والوں کا کیا انجام ہوا۔''

امت کی طرف سے ملنے والے اسی غم پر ہی اللہ تعالیٰ سرور دو جہاں ﷺ کو یہ تلقین کر رہے ہیں:

﴿ فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ اُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ وَلَا تَسْتَعْجِلْ لَّهُمْ ؕ كَاَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَ مَا يُوْعَدُوْنَ ۙ لَمْ يَلْبَثُوْۤا اِلَّا سَاعَةً مِّنْ نَّهَارٍ ؕ بَلٰغٌ ۚ فَهَلْ يُهْلَكُ اِلَّا الْقَوْمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝ ﴾ ❷

''پس (اے پیغمبر) ایسا صبر کریں جیسا صبر عالی ہمت رسولوں نے کیا اور ان کے لئے (عذاب طلب کرنے میں) جلدی نہ کریں۔ یہ جس دن اس عذاب کو دیکھ لیں گے جس کا وعدہ دیے جاتے ہیں تو (یہ معلوم ہونے لگے گا کہ) دن کی ایک گھڑی ہی (دنیا میں) ٹھہرے تھے۔ یہ ہے پیغام پہنچا دینا' پس بدکاروں کے سوا کوئی ہلاک نہ کیا جائے گا۔''

عروہ رضی اللہ عنہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ ''میں نے نبی ﷺ سے عرض کیا:

''کیا اُحد سے بڑھ کر بھی آپ کی زندگی میں کوئی سخت دن آیا ہے؟''

آپ ﷺ نے فرمایا:

''مجھے ایک دفعہ تیری قوم کی طرف سے ایسی سختی کا سامنا کرنا پڑا کہ اس کی شدت احد کے دن سے بھی زیادہ تھی۔ میں ابن عبد یالیل بن عبد کلال (اہل طائف) کے پاس دعوت

❶ ٦/الانعام: ١٠۔ ❷ ٤٦/الأحقاف: ٣٥۔

دین لے کر گیا۔ انہوں نے میری بات تسلیم کرنے کی بجائے مجھے سخت تکلیف سے دوچار کر دیا۔ میں انتہائی غمگین، پریشان اور تکلیف سے کراہتا ہوا وہاں سے نکلا۔ مجھے کوئی افاقہ نہیں ہو رہا تھا یہاں تک کہ میں قرن ثعالب (علاقہ) پہنچ گیا۔ میں نے اچانک اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک بادل میرے اوپر سایہ کیے ہوئے ہے۔ یک لخت اس میں سے جبرائیل علیہ السلام نے مجھے آواز دی اور کہا۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے آپ کی قوم کی باتیں سن لی ہیں اور جو انہوں نے آپ کو تکلیف پہنچائی ہے اسے بھی خوب دیکھ لیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی خدمت میں پہاڑوں کے فرشتے کو بھیجا ہے آپ جو چاہیں اسے حکم دیں۔ اتنی دیر میں پہاڑوں پر مامور فرشتے نے مجھے اپنی طرف متوجہ کیا اور سلام کہا، پھر کہنے لگا'' اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! اگر آپ پسند فرمائیں تو دو پہاڑوں کے درمیان ان لوگوں کو پیس کے رکھ دوں۔'' نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''نہیں، بلکہ میں امید کرتا ہوں کہ ان کی نسلوں میں ایسے لوگ ضرور پیدا ہوں گے جو فقط ایک اللہ کی عبادت کریں گے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں بنائیں گے۔'' [1]

اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت انتہائی غمگین اور پریشان ہو گئے جب کفار مکہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج کے دعویٰ میں سچا ماننے کے لیے بیت المقدس کی علامات کے متعلق سوالات پوچھنا شروع کر دیے۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''میں حجر (حطیم) میں بیٹھا ہوا تھا کہ قریش مکہ نے مجھ سے معراج کے سلسلے میں بیت المقدس کے متعلق سوال پوچھنا شروع کر دیے جن کا جواب مجھے نہ آتا تھا۔ میں اتنا غمگین اور پریشان ہوا کہ کبھی ایسے نہیں ہوا تھا۔ اسی دوران اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس کو میرے سامنے بلند کر دیا تاکہ میں اسے دیکھ سکوں پس وہ مجھ سے جو کچھ پوچھتے رہے میں اس کا جواب دیتا رہا۔'' [2]

ساتویں قسم: عبادات کے متعلق غم

اللہ تعالیٰ کے نیک بندے اور سلیم الفطرت انسان اسی غم میں مبتلا رہتے ہیں کہ کس طرح وہ اپنی عبادات کو خوبصورت بنا سکیں اور اسے احسن انداز سے سرانجام دے سکیں۔ اپنی اپنی قسمت اور نصیب کی بات ہے کہ انسان کونسی فکر اپنے دل و دماغ پر سوار کرتا ہے۔ یہ

---

[1] بخاری مع الفتح، کتاب بدء الخلق: ۳۲۳۔ [2] صحیح مسلم ۱۷۲۔

لوگ اسی غم اور فکر میں ہوتے ہیں کہ وہ اپنی عبادات بہتر سے بہتر اور اچھے انداز سے اپنے پروردگار کے حضور پیش کرسکیں تا کہ وہ اس کے ہاں فوراً قبولیت کا درجہ حاصل کر سکے۔ ہم عہد نبوی ﷺ سے ایک مثال آپ کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔

نبی ﷺ کو یہ فکر لاحق ہوئی کہ نماز کے وقت لوگوں کو بلانے کے لیے کونسا طریقہ اختیار کیا جائے۔؟ آپ بار بار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشورہ کرتے اور ان کی رائے طلب کرتے۔ عمیر بن انس رضی اللہ عنہ اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں:

''نماز کے لئے لوگوں کو جمع کرنے کے طریقہ پر نبی ﷺ نے بڑے اہتمام اور فکر کے ساتھ غور شروع کیا۔ کسی نے عرض کیا کہ نماز کے لئے ایک جھنڈا بلند کیا جائے جسے دیکھ کر تمام لوگ ایک دوسرے کو اطلاع کریں اور نماز کے لئے اکٹھے ہو جائیں مگر آپ کو یہ رائے پسند نہیں آئی۔ کسی نے یہ تجویز پیش کی کہ نماز کے وقت کسی آلہ میں پھونکا جائے مگر آپ ﷺ نے یہ بات بھی پسند نہیں کی کہ یہ تو یہودیوں کا طریقہ کار ہے۔ بعض نے کہا کہ ناقوس (گھنٹی) بجایا جائے لیکن آپ ﷺ نے اس کو بھی پسند نہیں فرمایا کہ یہ عیسائیوں کا طریقہ ہے۔ عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کی اس پریشانی کو دیکھ کر بہت غمگین ہوئے اور دکھی دل کے ساتھ گھر تشریف لے گئے۔ رات کو انہوں نے خواب میں اذان کے الفاظ (شروع سے آخر تک) سنے اور صبح نبی ﷺ کی خدمت میں اپنا پورا خواب عرض کیا' آپ ﷺ کو یہ الفاظ اتنے پسند آئے کہ آپ کا چہرہ خوشی سے دمک اٹھا......'' [1]

آٹھویں قسم: سچے کو جھٹلائے جانے کا غم

سچے آدمی کو جھٹلائے جانے پر اس کی پریشانی دو چند ہو جاتی ہے کہ سچ بولنے کے باوجود اسے جھٹلایا جا رہا ہے۔ معیار انسانیت اتنا گر چکا ہے کہ آج لوگ سچے کو جھوٹا اور جھوٹے کو سچا مانتے ہیں اس کی ایک مثال تو فی الوقت ملاحظہ کی جاسکتی ہے کہ وہ لوگ جو صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور رسول اکرم ﷺ کی اتباع کی طرف بلاتے ہیں اور بدعات وخرافات سے کوسوں دور ہیں انہیں لوگ بے ادب' گستاخ اور پتہ نہیں کون کون

[1] ابوداؤد۔

سے القاب سے نواز تے ہیں؟اور جو لوگ خود ساختہ قوانین کی بنیاد پر قرآن وحدیث کے صریح دلائل کو رد کرتے ہیں یا ان کا قطعی انکار کرتے چلے جاتے ہیں۔ وہ باداب، فرمانبردار اور محبان ہیں اور بدقسمتی یہ ہے کہ لوگ حقیقت کا ادراک کرنے کی زحمت بھی گوارا نہیں کرتے کہ سچ کیا ہے اور جھوٹ کیا ہے۔؟

کسی شاعر نے کیا خوب کہا

خرد کو جنوں کہا اور جنوں کو خرد
جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

عہد نبوی ﷺ سے اس کی مثال کچھ اس طرح ہے کہ:

عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے سنا کہ منافقوں کا سردار عبداللہ بن اُبی اپنے ساتھیوں کو کہہ رہا تھا

﴿لَئِنْ رَّجَعْنَآ اِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ﴾ [1]

''کہ اگر ہم اب لوٹ کر مدینہ جائیں تو عزت والا وہاں سے ذلت والے کو نکال دے گا۔''

وہ اپنے آپ کو عزت والا اور نعوذ باللہ نبی ﷺ اور آپ کے جانثاروں کو برے الفاظ سے یاد کر رہا تھا۔ عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے چچا کو اس بات کی خبر دی، انہوں نے پوری بات نبی ﷺ کی خدمت میں بیان کر دی۔ نبی ﷺ نے اس کو بلا بھیجا۔ یہ آیا اور قسمیں کھانے لگا کہ اُس نے ایسی کوئی بات زبان سے نہیں نکالی اور عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ کے دعویٰ کا سختی سے انکار کر دیا۔ نبی ﷺ نے بھی اس کی بات تسلیم کر لی۔ وہ کہتے ہیں میرے چچا نے مجھے ڈانٹا اور کہا کیا تو یہی چاہتا تھا کہ نبی ﷺ تجھ کو جھٹلائیں، تجھ سے ناراض ہو جائیں اور یہ کہ دیگر مسلمان تجھے جھوٹا تصور کریں۔؟ وہ کہتے ہیں مجھے یہ بات سن کر اتنا دکھ اور غم ہوا کہ زندگی میں مجھے کبھی اتنا غم اور پریشانی نہیں ہوئی تھی۔ وہ کہتے ہیں: ایک دن میں نبی ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ سفر کر رہا تھا اور پریشانی وغم کی وجہ سے اپنے سر کو جھکائے ہوئے تھا کہ اچانک رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور میرے

[1] ٦٣/المنافقون:٨۔

کان سے پکڑ کر (پیار سے) آہستہ آہستہ مسلنا شروع کر دیا پھر آپ ﷺ میری طرف دیکھ کر مسکرائے' مجھے اتنی خوشی ہوئی کہ ساری دنیا ملنے پر بھی نہ ہوتی۔ تھوڑی دیر کے بعد میرے پاس ابوبکر رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور کہنے لگے تم کو رسول اللہ ﷺ نے کیا کہا ہے؟ میں نے کہا کہ میرے ساتھ بات تو کوئی نہیں کی اور نہ ہی انہوں نے مجھے کچھ کہا ہے' ہاں یہ ہے کہ میرے کان کو پکڑ کر پیار سے مسلا ہے اور میری طرف دیکھ کر مسکرائے ہیں۔ انہوں نے کہا تمہیں مبارک ہو' خوش ہو جاؤ۔ تھوڑے سے وقفہ کے بعد میرے پاس عمر فاروق رضی اللہ عنہ تشریف لائے ان کے پوچھنے پر بھی میں نے مذکورہ جواب دیا۔ جب اگلے دن ہم نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے سورۃ منافقین کی تلاوت فرمائی۔ [1]

صحیح مسلم میں بھی یہ قصہ مذکور ہے مگر وہاں یہ الفاظ ہیں کہ عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ''میں خود نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور انہیں منافقین کی بات بتائی۔''

فائدہ:

دونوں احادیث کو سامنے رکھ کر ہم کہہ سکتے ہیں کیونکہ عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ کی عمر اس وقت تھوڑی تھی' ہوسکتا ہے انہوں نے پہلے اپنے چچا کو یہ بات بتائی ہو اور بعد میں خود بھی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر منافقوں کے سردار کی بات عرض کر دی ہو۔

اس کی ایک اور مثال اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے جو اس نے سید المرسلین ﷺ کو تسلی دیتے ہوئے نازل فرمایا:

﴿وَلَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ فَصَبَرُوْا عَلٰى مَا كُذِّبُوْا وَاُوْذُوْا حَتّٰٓى اَتٰىهُمْ نَصْرُنَا ۚ وَلَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ۚ وَلَقَدْ جَآءَكَ مِنْ نَّبَاِى الْمُرْسَلِيْنَ﴾ [2]

''اور بہت سے پیغمبر جو آپ سے پہلے ہوئے ہیں ان کی بھی تکذیب کی جا چکی ہے سو انہوں نے اس پر صبر ہی کیا' ان کی تکذیب کی گئی اور ان کو ایذائیں پہنچائی گئیں یہاں تک کہ ہماری امداد ان کو آ پہنچی اور اللہ کی باتوں کا کوئی

---

[1] سنن ترمذی: ۳۳۱۳۔ [2] ٦/الانعام: ٣٤۔

بدلنے والا نہیں اور آپ کے پاس بعض پیغمبروں کی بعض خبریں پہنچ چکی ہیں۔"

نویں قسم: جھوٹی تہمت کا غم

جھوٹی تہمت کی پریشانی اور قلق وہی جانتا ہے جو اس طوفان بازی کا شکار ہو چکا ہو۔ اس کی ایک مثال ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا پر لگائی جانے والی تہمت ہے۔ ایک غزوہ پر منافقین کو یہ موقع ہاتھ آیا کہ انہوں نے حرم نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر طوفان باندھنے کی ناپاک جسارت کی۔ اس وقت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا بیمار تھیں اور انہیں اس تہمت کی خبر بھی نہیں تھی۔ جب انہیں پتہ چلا تو ان کی بیماری میں مزید اضافہ ہو گیا اور یہ غم ان کو حد درجہ گھائل کر گیا۔ وہ خود فرماتی ہیں "میں نے یہ افترا بازی سن کر کہا سبحان اللہ (اللہ پاک ہے) کیا لوگ اس قسم کی باتیں کر رہے ہیں۔؟ میں نے ساری رات روتے ہوئے گزار دی کہ نہ ہی تو میرے آنسو تھمتے تھے اور نہ ہی مجھے نیند آئی...... میں اگلا دن اور رات بھی روتی رہی اور سو نہ سکی۔ میرے والدین میری حالت دیکھ رہے تھے کہ میں نے مسلسل دو راتیں اور ایک دن روتے روتے گزار دیا۔ انہیں یہ خوف پیدا ہوا کہ کہیں میرا جگر ہی نہ پھٹ جائے۔ ایک دن میرے ماں باپ میرے پاس بیٹھے تھے کہ ایک انصاری عورت نے میرے پاس آنے کی اجازت طلب کی' میں نے اسے اجازت دے دی۔ وہ عورت بھی میرے ساتھ رونے میں شریک ہو گئی۔ اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سلام کیا اور میرے پاس بیٹھ گئے۔ ام المومنین فرماتی ہیں جب سے یہ طوفان باندھا گیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس نہیں بیٹھے تھے اور تقریباً ایک مہینہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر میرے معاملہ میں وحی بھی نہیں اتری تھی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بیٹھتے ہی اللہ تعالیٰ کی وحدانیت بیان کی پھر کہا:

اما بعد: اے عائشہ! مجھے تیرے متعلق ایسے ایسے بات پہنچی ہے۔ اگر تو پاک ہے تو اللہ تعالیٰ تیری پاکدامنی ثابت کر دے گا اور اگر تو غلطی کر بیٹھی ہے تو اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہ کی بخشش طلب کر اور اس سے توبہ کر' جب بندہ اپنے گناہ کا اعتراف کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اسے معاف کر دیتا ہے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بات پوری کر لی تو میرے آنسو دفعتاً تھم گئے حتیٰ کہ ایک قطرہ بھی نہ رہا۔ میں نے اپنے باپ سے

عرض کیا' رسول اللہ ﷺ کو جواب دیجئے۔ انہوں نے کہا' اللہ کی قسم! مجھے کچھ سمجھ نہیں آ رہی کہ میں ان کو کیا جواب دوں۔؟ میں نے اپنی والدہ سے کہا رسول اللہ ﷺ کو جواب دیجئے' وہ کہنے لگیں مجھے کچھ سمجھ نہیں آ رہی کہ میں رسول اللہ ﷺ کو کیا جواب دوں۔؟

پھر فرماتی ہیں (آخر کار) میں نے عرض کیا میں کم عمر ہونے کی وجہ سے قرآن کی بہت زیادہ تلاوت تو نہیں کرتی۔ اللہ کی قسم! اس وقت مجھے ایک مثال کے علاوہ کچھ ذہن میں نہیں آ رہا۔ میں تمہیں وہی بات کہتی ہوں جو یوسف علیہ السلام کے باپ (یعقوب علیہ السلام) نے کہی تھی۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے ﴿فَصَبْرٌ جَمِيلٌ ۖ وَاللَّهُ الْمُسْتَعَانُ عَلَىٰ مَا تَصِفُونَ﴾ ❶

''پس صبر ہی بہتر ہے اور تمہاری بنائی ہوئی باتوں پر اللہ ہی سے مدد کی طلب ہے۔''

وہ کہتی ہیں میں نے دوسری طرف پہلو بدلا اور بستر پر دراز ہو گئی' پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرما دیں۔ فرمان الٰہی ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ جَاءُوا بِالْإِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنكُمْ ۚ لَا تَحْسَبُوهُ شَرًّا لَّكُم ۖ......﴾ ❷

''جو لوگ یہ بہت بڑا بہتان باندھ لائے ہیں یہ بھی تم میں سے ہی ایک گروہ (عبداللہ بن ابی منافق مراد ہے) ہے اسے اپنے لیے برا خیال نہ کرو......'' ❸

اس سلسلہ میں مریم علیہا السلام کی مثال بھی پیش کی جا سکتی ہے کہ جب وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے بغیر خاوند کے حاملہ ہو گئیں تو بہت غمگین ہوئیں اور کہنے لگیں۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿قَالَتْ يَا لَيْتَنِي مِتُّ قَبْلَ هَٰذَا وَكُنتُ نَسْيًا مَّنسِيًّا﴾ ❹

''کہنے لگی: کاش میں اس سے پہلے مر گئی ہوتی اور لوگوں کی یاد سے بھی بھولی بسری ہو جاتی۔''

وہ اس بات کو بخوبی جانتی تھیں کہ لوگ اس کو جھٹلائیں گے اور اس کی تصدیق نہیں کریں گے۔ خصوصاً بچہ کی پیدائش کے بعد تو کوئی بھی اس کی بات کو ماننے کے لئے تیار نہیں ہوگا اگرچہ وہ ان کے ہاں بہت عبادت گزار اور زاہدہ قسم کی خاتون تھیں۔ وہ اپنا اکثر وقت

❶ ۱۲/یوسف:۱۸۔ ❷ ۲۴/النور:۱۱۔

❸ بخاری' باب حدیث الافک حدیث ۴۱۴۱۔ ❹ ۱۹/مریم:۲۳۔

عبادت وریاضت اور مسجد میں گزارتی تھیں اورانہوں نے گھرانہ نبوت کی پاکیزہ ماحول اور الہامی تعلیم وتربیت کے تحت زندگی کے گزشتہ ایام بسر کیے تھے۔

اس عورت کا قصہ بھی قابل ذکر ہے جس پر چوری کی تہمت لگائی گئی۔ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں عرب قبیلہ کی ایک کالی سی عورت نے اسلام قبول کیا۔ اس کی جھونپڑی مسجد کے قریب ہی بنادی گئی۔ وہ ہمارے گھر آتی اور میرے ساتھ اکثر گفتگو کرتی رہتی وہ مجلس کے اختتام پر ایک شعر پڑھا کرتی (جس کا ترجمہ یہ ہے)

اللہ کے عجائب میں سے ہے وہ دن کمر بند والا
اس نے مجھے کفر کے ملک سے رہا کروایا

جب اس نے یہ شعر کئی بار دھرایا تو ایک دن میں نے اس سے پوچھ ہی لیا کہ یہ ہار والا قصہ کیا ہے۔؟ اس نے کہا ایک دفعہ میرے مالکوں کے رشتہ داروں کی شادی میں نئی نویلی دلہن ایک قیمتی کمر بند پہن کر باہر نکلی ہی تھی کہ وہ گر گیا اور اسے ایک چیل نے اٹھالیا۔ لوگوں نے میرے اوپر چوری کی تہمت لگادی' مجھے بہت زیادہ مارا پیٹا اور میری جامع (خفیہ مقامات کی) تلاشی بھی لی۔ اسی دوران کہ وہ میرے گرد جمع تھے اور مجھے مزید (ذھنی وجسمانی) اذیت دینے کا پروگرام بنارہے تھے کہ اتنے میں چیل آئی اور ہمارے درمیان اس کمر بند کو پھینک کر دور چلی گئی۔ میں نے کہا یہی وہ کمر بند ہے جس کی چوری کا الزام تم مجھ پر لگاتے تھے جبکہ میں اس تہمت سے بری ہوں۔

دسویں قسم: قرض کی ادائیگی کا غم

بعض دفعہ انسان حالات کے ہاتھوں مجبور ہوکر قرض اٹھاتا ہے یہ خالت ہر انسان پر طاری ہوسکتی ہے۔ سلیم الفطرت انسان قرض کی ادائیگی کا غم دن رات اپنے دل ودماغ پر سوار رکھتا ہے اور قرض کو مال غنیمت سمجھ کر ہڑپ نہیں کرتا بلکہ اس فکر میں رہتا ہے کہ اس کو جلد سے جلد ادا کر کے ذہنی سکون حاصل کرے۔ تاریخ اسلام سے اس کی مثال زبیر رضی اللہ عنہ کا واقعہ ہے۔ ان کے بیٹے عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں:

''جنگ جمل میں میرے باپ نے مجھے بلایا۔ میں ان کے پہلو میں کھڑا ہوگیا وہ

کہنے لگے' اے میرے بیٹے! آج جو بھی قتل ہوگا وہ یا تو ظالم ہوگا یا مظلوم اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ آج مظلوم ہی مارا جاؤں گا جب کہ مجھے سب سے زیادہ غم اپنے قرض کا ہے (بیٹا) تجھے کیا محسوس ہوتا ہے کہ میرے قرض کی ادائیگی کے بعد میرا مال کچھ بچ جائے گا؟ خیر بیٹا (جو ہوسو ہو) ایسے کرنا کہ میرا مال بیچ کر قرض ادا کر دینا...... عبداللہ کہتے ہیں وہ مجھے مسلسل قرض کی ادائیگی کی وصیت کرتے رہے اور پھر کہنے لگے اگر تو کسی موقع پر قرض کی ادائیگی سے عاجز آ جائے تو فوراً میرے مالک سے مدد طلب کرنا۔ وہ کہتے ہیں میں نے عرض کیا' مالک سے آپ کی کیا مراد ہے؟ میں کچھ سمجھا نہیں۔ انہوں نے کہا' اللہ تعالیٰ۔ وہ (عبداللہ) فرماتے ہیں: قرض کی ادائیگی کے سلسلے میں جب بھی مجھے کوئی مشکل پیش آئی تو میں نے زبیر رضی اللہ عنہ کے مولا سے ہی مدد چاہی۔ میں نے کہا اے زبیر کے مالک! اس کا قرض ادا کر دے' پس اللہ تعالیٰ نے ان کا قرض ختم کر دیا۔ [1]

گیارھویں قسم: پریشان کن خواب دیکھنے کا غم

انسان بعض دفعہ پریشان کن خواب دیکھ کر انتہائی غمگین ہو جاتا ہے۔ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ایک دفعہ ایسا ہی خواب دیکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

''میں نے خواب دیکھا کہ زمین کے تمام خزانے مجھے عطا کر دیے گئے ہیں اور میری ہتھیلی پر سونے کے دو کنگن بھی رکھے گئے ہیں' جو میرے اوپر بھاری سے گزرے۔ اللہ تعالیٰ نے میری طرف وحی کی کہ میں انہیں پھونک ماروں۔ میں نے پھونک مارا تو وہ دونوں اُڑ گئے۔ میں نے اس کی تاویل ان دو جھوٹے (مدعیان نبوت) سے کی ان میں سے ایک صاحب صنعاء اور دوسرا صاحب یمامہ تھا۔'' [2]

ابن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں صحابہ کرام رات کو جو خواب دیکھتے صبح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیان کرتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق ان کی تعبیر بیان فرماتے۔ میں کم عمر اور غیر شادی شدہ ہونے کی وجہ سے اکثر اوقات مسجد میں ہی سو جایا کرتا۔ ایک دن میرے دل میں خیال پیدا ہوا کہ اگر مجھ میں کوئی بھلائی

[1] صحیح بخاری مع الفتح: ۳۱۲۹۔ [2] صحیح بخاری مع الفتح: ۴۳۷۵۔

ہوتی تو میں بھی کوئی اچھا سا خواب دیکھتا جس طرح کہ دوسرے لوگ دیکھتے ہیں۔

ایک رات میں نے سوتے ہوئے دعا کی کہ اے اللہ! اگر تجھے میرے اندر کوئی بھلائی نظر آتی ہے تو مجھے بھی کوئی اچھا سا خواب دکھلا۔ میں خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ دو فرشتے میرے پاس آئے' دونوں کے ہاتھ میں لوہے کا ایک ایک گرز تھا وہ مجھ کو لے کر دوزخ کی طرف چل دیئے میں دونوں کے درمیان یہ دعا کرتا جا رہا تھا' اے اللہ! میں دوزخ سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں۔ پھر میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک اور فرشتہ آیا اس کے ہاتھ میں بھی لوہے کا گرز ہے۔ وہ کہنے لگا تجھے ڈرنے کی قطعاً ضرورت نہیں ہے' تو بہت اچھا آدمی ہے بشرطیکہ نماز کثرت کے ساتھ پڑھا کرے۔ آخر یہ تینوں فرشتے مجھ کو لے کر دوزخ کے کنارے پہ جا پہنچے۔ میں نے دیکھا کہ دوزخ ایک کنویں کی طرح گول ہے' اس کے دونوں طرف بڑے بڑے مٹکے رکھے ہوئے ہیں اور ہر دو مٹکوں کے درمیان ایک فرشتہ کھڑا ہے جس کے ہاتھ میں لوہے کا گرز ہے۔ میں نے کچھ لوگ اس کنویں میں ایسے بھی دیکھے جو سر کے بل زنجیروں میں جکڑے (الٹے) لٹک رہے ہیں' ان میں سے بعض کو میں نے پہچان بھی لیا کہ وہ قریش کے قبیلہ کے ہیں۔ وہ تینوں فرشتے مجھے دوزخ دکھانے کے بعد دائیں سمت لے گئے۔ میں نے یہ خواب اپنی بہن اُم المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا کو سنایا کہ مجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے تعبیر پوچھ کر بتایئے۔ انہوں نے یہ خواب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''عبداللہ نیک آدمی ہے اگر رات کو تہجد پڑھا کرے۔''

نافع کہتے ہیں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے جب سے یہ خواب دیکھا تب سے نوافل کثرت کے ساتھ پڑھا کرتے تھے۔ [1]

مذکورہ غموں کا علاج

معزز قارئین: نوعیت کے اعتبار سے بالا ختصار ہم نے غموں کی مختلف اقسام ذکر کر دی ہیں اگر چہ دقیق نظر سے مزید تقسیم ممکن ہے مگر طوالت کے خوف سے انہیں پر اکتفا مناسب

[1] صحیح بخاری مع الفتح: ۷۰۲۹۔

ہے۔ آئندہ چند سطور میں ہم ان شاء اللہ کتاب وسنت کی روشنی میں ''غموں کا علاج'' ذکر کرنے کی کوشش کریں گے۔

حقیقت تو یہ ہے کہ دین اسلام سے دوری ہماری پریشانیوں اور غموں کا بنیادی سبب ہے اور اسی شریعت مطہرہ کی طرف رجوع اور اس کے سنہری اصولوں کی پابندی ہی غموں سے نجات کا ذریعہ ہے' مگر قارئین کی سہولت کے لیے ہم چند نکات کی صورت میں پریشانیوں اور غموں کا علاج ذکر کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور ساتھ ہی ساتھ یہ بھی عرض کرنا چاہیں گے کہ اگر ہم پرسکون زندگی گزارنا چاہتے ہیں تو ہمیں ان اصولوں پر عمل کرنا ہوگا۔ یہاں سوال پیدا ہوسکتا ہے کہ دین پر چلنے والے بھی کئی دفعہ پریشانیوں' غموں اور دکھوں سے دوچار ہوجاتے ہیں۔ یہ بات غلط نہیں کہ دین پر عمل پیرا ہونے کے باوجود بھی انسان کا غموں سے واسطہ رہتا ہے لیکن شریعت پر کاربند انسان ایسی صورت حال سے بڑے احسن انداز کے ساتھ نپٹنے میں کامیاب ہوجاتا ہے اور اسے مشیت الٰہی سمجھ کر قبول کرتا ہے۔ تو آیئے ان سنہری اصولوں کا ذکر کرتے ہیں۔

پہلا علاج: اصلاح عقیدہ

معزز قارئین! یہ ناقابل تردید حقیقت ہے کہ ہمارے بے شمار غموں' دکھوں اور پریشانیوں کی بنیادی وجہ عقیدہ کی خرابی ہے' کتنے ہی مسائل ایسے ہیں جو عقیدہ کی نعمت سے محرومی کی بنا پر ہمارے لیے مصیبت بنے ہوئے ہیں۔ میں اپنی کم علمی کے اعتراف کے باوجود یہ عرض کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ پورے عالم کفر نے باقاعدہ ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت مسلمانوں کو عقیدہ جیسی بے مثال دولت سے محروم کرنے کی کوشش کی ہے۔ عقیدہ توحید کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ انسان فقط اللہ تعالیٰ کا غلام بن کر رہے' اسی سے ڈرے' اسی سے امیدیں وابستہ رکھے' اسی کے سامنے جھکے اور ہر وقت اپنا تعلق اپنے پروردگار سے قائم رکھے۔ یہ وہ مرکزی نقطہ ہے جو مسلمانوں کے اتحاد کا سبب تھا مگر افسوس کہ ہم غیروں کی سازشوں کو سمجھنے میں سنجیدہ نہیں حتیٰ کہ ہماری حالت زار پر شاعر مشرق یہ کہنے پہ مجبور ہوئے۔

وہ اک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے

ہزار سجدوں سے دیتا ہے آدمی کو نجات

اس لیے میں یہ بات کہنے میں کوئی عار محسوس نہیں کرتا کہ غموں کے حقیقی علاج میں اصلاح عقیدہ کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔عقیدہ و ایمان کی درستگی پریشانیوں کا اثر زائل کرنے کے لئے مجرب نسخہ ہے۔مسلمان عقیدہ کی دولت سے تہی دامن ہیں اسی لیے تو آئے روز آپ اخبارات'ریڈیو'ٹیلی ویژن وغیرہ میں ضعیف الایمان افراد کی خودکشی کے بے شمار واقعات سنتے اور پڑھتے ہیں۔اگر عام مسلمانوں کا عقیدہ درست ہوتا اور وہ ایمان کی دولت سے مالا مال ہوتے تو پریشانیوں'دکھوں اور غموں سے تنگ آ کر خودکشی جیسی مذموم جسارت کبھی نہ کرتے۔اگر وہ اس جرم کے انجام اور مرنے کے بعد اس کی مسلسل سزا پر ایمان رکھتے تو ایسا سوچنے کی جرأت بھی نہ کرتے۔ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان پڑھ لینا چاہیے تھا:

﴿وَاللّٰهُ فَضَّلَ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ فِى الرِّزْقِ ۚ......﴾ [1]

''اللہ تعالیٰ ہی نے تم میں سے ایک کو دوسرے پر روزی میں زیادتی دے رکھی ہے......''

ہر مسلمان کا یہ ایمان ہونا چاہیے کہ ہر قسم کی مصیبت'پریشانی اور غم اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہی نازل ہوتا ہے۔اللہ تعالیٰ پر کامل یقین رکھنے والا اور نبی کریم ﷺ کے نقش قدم پر چلنے والا مسلمان اگر کسی پریشان کن صورت حال سے دوچار ہو جائے تو اُسے پوری بصیرت سے برداشت کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا مندرجہ ذیل فرمان سامنے رکھتا ہے۔

﴿مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ وَمَنْ يُّؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ يَهْدِ قَلْبَهٗ ۭ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ﴾ [2]

''کوئی مصیبت اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بغیر نہیں پہنچ سکتی اور جو اللہ پر ایمان لائے اللہ اس کے دل کو ہدایت دیتا ہے اور اللہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔''

یعنی وہ جان لیتا کہ اسے جو بھی غم پہنچا ہے'اللہ کی مشیت اور اس کے حکم سے ہی پہنچا ہے'پس وہ صبر اور رضا بالقضاء کا مظاہرہ کرتا ہے۔

[1] ١٦/النحل:٧١۔ [2] ٦٤/التغابن:١١۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما اس کی تشریح میں فرماتے ہیں:

''اس کے دل میں یقین راسخ کر دیتا ہے جس سے وہ جان لیتا ہے کہ اس کو پہنچنے والی اس سے چوک نہیں سکتی اور جو اس سے چوک جانے والی ہے وہ اسے پہنچ نہیں سکتی۔ [1]

مذکورہ عقیدہ کا حامل مسلمان کبھی بھی غم اور پریشانی سے مایوس نہیں ہوتا اور نہ ہی وہ کوئی انتہائی قدم اٹھانے کے بارے میں کچھ سوچ سکتا ہے۔ وہ خوب جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ باریک بین اور خوب خبر رکھنے والا ہے۔ وہ جو کچھ کرتا ہے بندوں کی مصلحت اور حکمت کے کے لیے کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿اَلَا یَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ ؕ وَھُوَ اللَّطِیْفُ الْخَبِیْرُ﴾ [2]

''کیا وہ نہ جانے جس نے پیدا کیا؟ پھر وہ باریک بین اور باخبر بھی ہو۔''

ہم نے تقویٰ کے عنوان کے تحت ایک آیت کریمہ ذکر کی ہے جو اصلاح عقیدہ سے تعلق رکھتی ہے جس میں اس بات کی وضاحت ہے کہ اگر مسلمان اللہ تعالیٰ پر ایمان لے آئیں اور اس کا تقویٰ اختیار کریں تو ان پر آسمان سے برکتوں کا نزول ہوتا اور ان کے لیے رزق کے دروازے کھول دیے جاتے۔ مذکورہ آیت کریمہ کا ترجمہ کچھ اس طرح ہے کہ ''اور اگر ان بستیوں کے رہنے والے ایمان لے آتے اور پرہیز گاری اختیار کرتے تو ہم ان پر آسمان وزمین کی برکتیں کھول دیتے۔''

اور فرمایا:

﴿قُلْ لَّنْ یُّصِیْبَنَاۤ اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا ۚ هُوَ مَوْلٰىنَا ۚ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْیَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ﴾ [3]

''آپ کہہ دیجیے کہ ہمیں سوائے اللہ کے ہمارے حق میں لکھے ہوئے کہ کوئی چیز پہنچ ہی نہیں سکتی۔ وہ ہمارا کارساز اور مولا ہے۔ مومنوں کو تو اللہ تعالیٰ کی ذات پاک پر ہی بھروسہ کرنا چاہیے۔''

جب انسان کو یہ بات اچھی طرح معلوم ہو کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے لکھا ہوا ہر کام ہر صورت میں اس کا مقدر بن کر ہی رہے گا اور جو بھی مصیبت یا بھلائی اسے پہنچتی ہے وہ تقدیر

[1] تفسیر احسن البیان: ص ۱۵۸۸۔ [2] ٦٧/الملک: ۱۴۔ [3] ۹/التوبۃ: ۵۱۔

الٰہی کا حصہ ہے تو اس کے لئے مصیبت کو برداشت کرنا آسان اور پریشانیوں کا سامنا کرنے کے لیے اس کا حوصلہ بلند ہو جاتا ہے۔

دوسرا علاج: حصول تقویٰ کی کوشش

وہ مسلمان جس کو اللہ تعالیٰ کے تقویٰ کی دولت نصیب ہو وہ غموں اور پریشانیوں سے آسانی کے ساتھ چھٹکارا حاصل کر لیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے لئے اتنی آسانیاں اور کشادگی پیدا کر دیتے ہیں کہ وہ اندازہ بھی نہیں کر سکتا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰٓى اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ......﴾ [1]

''اور اگر ان بستیوں کے رہنے والے ایمان لے آتے اور پرہیز گاری اختیار کرتے تو ہم ان پر آسمان و زمین کی برکتیں کھول دیتے۔''

اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ۙ وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ۭ......﴾ [2]

''اور جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے اللہ اس کے لئے چھٹکارے کی شکل بنا دیتا ہے اور اسے رزق دیتا ہے جہاں سے اسے گمان بھی نہیں ہوتا......''

یعنی آزمائشوں، مصیبتوں، غموں اور پریشانیوں سے نکلنے کی سبیل پیدا فرما دیتا ہے اور رزق بھی عطا کرتا ہے۔

اور فرمایا:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا......﴾ [3]

''اے ایمان والو! اگر تم اللہ سے ڈرتے رہو گے تو اللہ تعالیٰ تم کو ایک فیصلہ کی چیز دے گا۔''

مطلب یہ ہے کہ تقویٰ کی بدولت دل مضبوط، بصیرت تیز تر اور ہدایت کا راستہ واضح

---

[1] ۷/ الأعراف: ۹۶۔ [2] ۶۵/الطلاق: ۲۔۳۔ [3] ۸/الأنفال: ۲۹۔

تر ہو جاتا ہے' جس سے انسان کو ہر ایسے موقع پر' جب عام انسان التباس واشتباہ کی وادیوں میں بھٹک رہے ہوں صراط مستقیم کی توفیق مل جاتی ہے' علاوہ ازیں مفسرین نے فرقان سے مراد فتح ونصرت' نجات ومخرج اور پریشانیوں سے چھٹکارا بھی مراد لیے ہیں۔

اور جگہ فرمایا:

﴿وَمَنْ يَتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ اَمْرِهٖ يُسْرًا﴾ [1]

''اور جو شخص اللہ تعالیٰ سے ڈرے گا اللہ اس کے (ہر) کام میں آسانی پیدا کر دے گا۔''

یعنی اس کی تمام پریشانیوں اور غموں کا حل پیدا کر دے گا۔ اس مضمون پر بے شمار آیات کریمہ قرآن مجید میں ملاحظہ کی جا سکتی ہیں مگر ہم انہیں پر اکتفا کر رہے ہیں۔ حدیث نبوی ﷺ سے اس کی مثال ابی ذر رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ روایت ہے' وہ کہتے ہیں کہ جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی:

﴿وَمَنْ يَّتَقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجاً﴾

''کہ جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے وہ اس کے لئے چھٹکارے کی شکل بنا دیتا ہے۔''

تو مجھے نبی ﷺ نے فرمایا: ''اے ابوذر! اگر تمام لوگ اس آیت پر عمل کرنے لگ جائیں تو یہی ان کی کامیابی اور نجات کے لئے کافی ہے۔'' وہ کہتے ہیں: آپ ﷺ بار بار اس آیت کریمہ کی تلاوت کرتے رہے حتیٰ کہ اونگھنے لگ گئے......'' [2]

تیسرا علاج: کثرت استغفار وتوبہ

اللہ تعالیٰ کی رحمت اس کے عذاب پر حاوی ہے۔ انسان جب کسی مصیبت' پریشانی اور غم میں مبتلا ہو جائے تو اسے چاہیے کہ اللہ تعالیٰ سے کثرت کے ساتھ استغفار اور توبہ کرے یعنی فوراً اپنے گناہوں کا اعتراف کرتے ہوئے پروردگار سے مغفرت طلب کرے اور اس کی طرف رجوع کرے' سچی توبہ کرتے ہوئے گناہوں کو چھوڑنے کا عہد کرے کیونکہ اکثر

---

[1] ٦٥/الطلاق: ٤۔ [2] مسند احمد ٥/١٧٨۔١٧٩' امام حاکم رحمہ اللہ نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے اور امام ذہبی نے ان کی موافقت کی ہے۔

مصائب انسان کے اپنے اعمال کا نتیجہ ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَّاَنِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ يُمَتِّعْكُمْ مَّتَاعًا حَسَنًا اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى وَّيُؤْتِ كُلَّ ذِيْ فَضْلٍ فَضْلَهٗ ۭ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنِّىْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ كَبِيْرٍ ۝﴾ ❶

''اور یہ کہ تم لوگ اپنے گناہ اپنے رب سے معاف کراؤ اور پھر اسی کی طرف توبہ کرتے رہو۔ وہ تم کو وقت مقررہ تک اچھا سامان (زندگی) دے گا اور ہر زیادہ عمل کرنے والے کو زیادہ ثواب دے گا اور اگر تم لوگ اعراض کرتے رہے تو مجھ کو تمہارے لئے ایک بڑے دن کے عذاب کا اندیشہ ہے۔''

فائدہ: یہاں ایک لطیف نکتہ یہ بھی ہے کہ قرآن مجید نے عام طور پر سامان دنیا اور مادی وسائل اسباب کو دھوکے کا سامان کہا ہے مگر یہاں متاعاً حسناً اچھا سامان کہا ہے تو ان دونوں آیات کا مطلب یہ ہوا کہ اگر انسان دنیاوی اسباب کے پیچھے لگ کر اللہ تعالیٰ کو بھول جائے تو یہ دھوکے کا سامان ہے اور اگر دنیاوی مال واسباب کے حصول کی کوشش کے ساتھ اپنے پروردگار کو یاد رکھے اور اس کے حکموں کو بجالاتا رہے تو یہ متاع حسن (اچھا سامان) ہے۔ اس آیت کریمہ سے ثابت ہوا کہ توبہ واستغفار کی برکت سے اللہ تعالیٰ دنیا کا فائدہ بھی دیتے ہیں اور انسان پر برکتیں بھی نازل کرتے ہیں اور یہ کہ اللہ تعالیٰ دنیاوی غم اور پریشانیاں بھی ختم کردیتے ہیں۔

نوح علیہ السلام نے بھی اپنی قوم کو یہی درس دیا تھا کہ اللہ تعالیٰ سے استغفار کرو اپنے گناہوں کی معافی مانگو وہ تم پر آسمان سے برکات کی بارش نازل فرمائے گا۔ نوح علیہ السلام کی بات نقل کرتے ہوئے پروردگار عالم نے فرمایا:

﴿فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ۭ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا ۝ يُّرْسِلِ السَّمَاۗءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا ۝ وَّيُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّيَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا ۝ مَا لَكُمْ لَا تَرْجُوْنَ لِلّٰهِ وَقَارًا ۝﴾ ❷

---

❶ ۱۱/ھود:۳۔ ❷ ۷۱/نوح:۱۰۔۱۳۔

''اور میں نے کہا کہ اپنے رب سے اپنے گناہوں کی بخشش طلب کرو اور (معافی مانگو) وہ یقیناً بڑا بخشنے والا ہے۔ وہ تم پر آسمان کو خوب برستا ہوا چھوڑ دے گا اور تمہیں خوب پے در پے مال اور اولاد میں ترقی دے گا اور تمہیں کیا ہوگیا کہ تم اپنے عظمت والے رب کی طرف رجوع نہیں کرتے ہو۔''

نبی کریم ﷺ نے اسی مفہوم کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا: ''جس نے استغفار کو روزمرہ کا معمول بنالیا' اللہ تعالیٰ اس کو ہر مصیبت سے نکالتا اور ہر غم سے نجات دیتا ہے اور ایسی جگہ سے اسے رزق عطا کرتا ہے جہاں سے اسے گمان تک نہیں ہوتا۔'' ❶

اس حدیث کو امام حاکم نے صحیح کہا ہے جبکہ کئی علما نے اس حدیث کی سند پر کچھ اعتراض ذکر کیے ہیں۔ اگر یہ حدیث محدثین کرام کے فن اصول پر پوری نہ بھی اترے تو قرآن مجید کی آیات اس بات کی شاہد ہیں کہ استغفار پریشانیوں' غموں کو ختم کرنے کا ذریعہ اور کثرت رزق و برکت کی کنجی ہے۔ اس بنا پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ حدیث کا مفہوم صحیح ہے۔

چوتھا علاج: اللہ تعالیٰ کا ذکر

دلوں کے اطمینان' پریشانیوں کے خاتمہ اور غموں کے علاج کے لئے اللہ تعالیٰ کا ذکر عجیب تاثیر رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿ أَلَا بِذِكْرِ اللَّهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ ﴾ ❷

''یاد رکھو! اللہ کے ذکر سے ہی دلوں کو اطمینان حاصل ہوتا ہے۔''

جناب صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ اس آیت کریمہ کی تشریح میں لکھتے ہیں ''اللہ کے ذکر سے مراد اس کی توحید کا بیان ہے جس سے مشرکوں کے دلوں میں انقباض پیدا ہوجاتا ہے یا اس کی عبادت' تلاوت قرآن' نوافل اور دعا و مناجات ہے جو اہل ایمان کے دلوں کی خوراک ہے یا اس کے احکام و فرامین کی اطاعت و بجا آوری ہے جس کے بغیر اہل ایمان و تقویٰ بے قرار رہتے ہیں۔'' ❸

اور ارشاد ربانی ہے:

---

❶ ابو داؤد؛ نسائی؛ ابن ماجہ: ۱۰۲۹۰۔ ❷ ۱۳/الرعد: ۲۸۔

❸ احسن البیان: ص ۶۸۷۔

﴿ وَمَنْ أَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنْكًا وَنَحْشُرُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَعْمَىٰ ﴾ 1

''اور (ہاں) جو میری یاد سے روگردانی کرے گا اس کی زندگی تنگی میں رہے گی اور ہم اسے بروز قیامت اندھا کرکے اٹھائیں گے۔''

مفسرین نے اس تنگی کے مختلف معانی کیے ہیں کسی نے کہا اس سے مراد معاشی حالات کی خرابی بعض کے نزدیک اس سے مراد عذاب قبر ہے' بعض نے کہا اس سے مراد بے چینی اور اضطراب کی زندگی ہے' بعض نے کہا اس سے مراد وہ بے سکونی اور بے کلی ہے جس میں اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل رہنے والے مالدار لوگ مبتلا رہتے ہیں اور ان کی ساری زندگی حقیقت میں پریشانی کے اندر ہی گزرتی ہے۔

دنیا میں انسان کو سب سے بڑا غم اپنی موت کے وقت ہوتا ہے اس کے ورثاء کے لئے بھی یہ غم جان لیوا ہوتا ہے۔ اس ہولناکی میں بھی اللہ کا ذکر ہی قابل تسلی علاج ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ((جس کا آخری کلمہ لا الہ الا اللہ ہو وہ جنت میں داخل ہو جائے گا))

طلحہ رضی اللہ عنہ نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کہا ''میں نے نبی ﷺ کو ایسا کلمہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ اگر کوئی انسان موت کے وقت اسے کہے تو اللہ تعالیٰ اس کی مصیبت اور پریشانی ختم کر دیتے ہیں'' (اور پھر) اس کی وضاحت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کی کہ وہ کلمہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه ہے 2 میرے خیال میں یہ کلمہ اسی کو نصیب ہوتا ہے جو زندگی میں اللہ تعالیٰ کو یاد رکھتا ہے۔

محترم قارئین! اس عنوان کے تحت ایک بات ضمناً بیان کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ آج کل کچھ لوگ ذکر کے نام پر محفلیں سجاتے ہیں اور ایک مخصوص طریقہ کے تحت وہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ اس کی وضاحت کچھ اس طرح ہے کہ وہ لوگ آہستہ آہستہ ذکر شروع کرتے ہیں پھر کچھ دیر کے بعد ان کی آواز اونچی ہونا شروع ہو جاتی ہے اور اس میں مسلسل اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے۔ یہ لوگ مجمعے کی شکل میں بیٹھتے ہیں' ان میں سے ایک آدمی ذکر کروانے والا ہوتا ہے جو آہستہ آواز سے ذکر شروع کرتا ہے اور پھر اس کی Speed میں اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے' باقی مجمع اپنی کاروائی جھومنے سے شروع کرتا ہے اور

1 ۲۰/ طٰہٰ: ۱۲۴۔ 2 مسند احمد: ۱/ ۱۶۱۔

ساتھ ہی ساتھ مذکورہ آدمی کے ادا شدہ کلمات دہرائے جاتے ہیں۔ آواز کی شدت کے ساتھ جھومنے میں بھی تیزی آتی چلی جاتی ہے آخر کار اچھل کود اور پھر بے ہوشیوں پر اس ڈرامہ کا End ہوتا ہے۔

یہ طریقہ کتاب وسنت سے قطعاً ثابت نہیں اور نہ ہی یہ خود ساختہ کارروائی اللہ تعالیٰ کے ذکر کے آداب پر مبنی ہے بلکہ یہ محض دھوکہ بازی ہے۔ ان محافل کے پس پردہ کیا عوامل کارفرما ہیں ان سے ہمارے بعض بھائی اور انتظامیہ کے کچھ لوگ خوب واقف ہو چکے ہیں۔ اس مقام پر میں ان لوگوں کی تردید لکھنے تو نہیں بیٹھا البتہ فقط دو آیات ذکر کرنا چاہتا ہوں جو اللہ تعالیٰ کے ذکر سے ہی متعلق ہیں۔ جس سے بات ان شاء اللہ واضح ہو جائے گی۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِي نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّخِيفَةً وَّدُونَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ وَلَا تَكُنْ مِّنَ الْغٰفِلِيْنَ﴾ [1]

''اور اپنے رب کا ذکر کرو اپنے دل میں عاجزی کے ساتھ اور خوف کے ساتھ، اور زور کی آواز کی نسبت کم آواز کے ساتھ صبح اور شام اور اہل غفلت میں سے مت ہونا۔''

اور ارشاد ربانی ہے:

﴿اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً ۭ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ﴾ [2]

''تم لوگ اپنے پروردگار کو پکارو گڑگڑا کر بھی اور چپکے چپکے بھی۔ واقعی اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو ناپسند کرتا ہے جو حد سے نکل جائیں۔''

الغرض اللہ تعالیٰ کا ذکر غموں، دکھوں اور پریشانیوں کو ختم کرنے کا بہترین ذریعہ ہے۔

پانچواں علاج: نیک اعمال کا اہتمام

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں جگہ جگہ نیک اعمال کرنے کا حکم اور ترغیب دی ہے اور یہ وضاحت بھی فرمائی ہے کہ اعمال صالح ہی دنیا و آخرت کی فلاح کا رستہ ہیں۔ جہاں نیک اعمال کا اہتمام انسان کی کامیابی کی بنیاد ہے وہاں غموں، پریشانیوں اور دکھوں سے

[1] ۷/الأعراف: ۲۰۵۔ [2] ۷/الأعراف: ۵۵۔

نجات کا ذریعہ بھی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً ۚ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ﴾ ❶

''جو شخص نیک عمل کرے مرد ہو یا عورت' لیکن با ایمان ہو تو ہم اسے یقیناً نہایت بہتر زندگی عطا فرمائیں گے اور ان کے نیک اعمال کا بہتر بدلہ بھی انہیں ضرور ضرور دیں گے۔''

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ طُوْبٰى لَهُمْ وَحُسْنُ مَاٰبٍ﴾ ❷

''جو لوگ ایمان لائے اور جنہوں نے نیک کام بھی کیے ان کے لئے خوشحالی ہے اور بہترین ٹھکانہ ہے۔''

ابن عباس رضی اللہ عنہ نے سورۃ نحل کی مذکورہ آیت کریمہ کی تفسیر میں نیک عمل کرنے والے مرد یا عورت کی حیات طیبہ سے قناعت اور صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت نے رزق حلال اور بابرکت روزی مراد لی ہے' جب کہ دوسری روایت میں ابن عباس رضی اللہ عنہما نے خوش بختی اور خوش نصیبی اور ضحاک رحمہ اللہ علیہ نے اطاعت و فرمانبرداری مراد لی ہے۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ مومن آدمی کی نیکی ضائع نہیں کرتا' اسے دنیا میں بھی اس کا بدلہ مل جاتا ہے اور آخرت میں بھی اس (نیکی) کا اجر دیا جاتا ہے جبکہ کافر کو دنیا میں ہی اس کی اچھائیوں کا بدلہ دے دیا جاتا ہے اور آخرت میں اس کی بھلائی سے اسے کچھ نہیں ملتا۔'' ❸

اللہ تعالیٰ کے مؤمن بندے ایمان اور نیک اعمال کے اہتمام سے تمام مصائب کا سامنا کرتے ہیں اور کثرت عبادت سے دکھوں کا اثر زائل کرنے کی کوشش کرتے ہیں' وہ خوب سمجھتے ہیں کہ غم اور خوشی ہر حال میں ہی انعام و اکرام کے وارث بننے والے ہیں' وہ

---

❶ ١٦/النحل: ٩٧۔ ❷ ١٣/الرعد: ٢٩۔ ❸ صحیح مسلم: ١٠٥٤۔

اسی جذبہ کے تحت پہلے سے بھی زیادہ نیک اعمال کا اہتمام کرنے کی سعی کرتے ہیں۔

نبی ﷺ نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ مؤمن کے ہر معاملہ پر تعجب کرتے ہیں' یقیناً اس کا ہر کام بھلائی ہی بھلائی ہے' یہ (نعمت) مؤمن کے علاوہ کسی اور کو نصیب نہیں ہے۔ اگر اسے خوشی حاصل ہوتی ہے تو وہ اللہ کا شکر ادا کرتا ہے اور یہ اس کے لئے بھلائی ہی بھلائی ہے اور اگر اسے کوئی تنگی آتی ہے تو صبر کرتا ہے اور یہ بھی اس کے لئے بھلائی ہی بھلائی ہے۔ [1]

چھٹا علاج: حقیقت دنیا کا ادراک

مؤمن انسان اس بات سے بخوبی آگاہ ہے کہ دنیا فنا کا گھر ہے' اس کی نعمتیں عارضی ہیں' اس کی لذتیں بے لذت ہونے والی ہیں' اس میں اگر کوئی ہنستا ہوا نظر آتا ہے تو اسے رونا بھی پڑتا ہے' کوئی کھیلتا کودتا دکھائی دیتا ہے تو ایک نہ ایک دن اسے ذمہ داریوں کا بوجھ بھی اٹھانا پڑتا ہے گویا اس دار فانی کی نعمتیں اور مال و اسباب آنے جانے والی چیز ہے حتیٰ کہ آج جوان و رعنا نظر آنے والا کل لاٹھی کے سہارے چل رہا ہوتا ہے۔

خصوصاً مؤمن کے لیے تو دنیا مصیبت کا گھر ہے نبی ﷺ نے فرمایا:

((اَلدُّنیَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَ جَنَّةُ الْکَافِرِ)) [2]

''دنیا مؤمن کے لیے قید خانہ اور کافر کے لیے جنت ہے۔''

مؤمن خوب سمجھتا ہے کہ دنیا مصیبت' دکھ اور پریشانیوں کا گھر ہے' اسے تو حقیقت میں اس وقت آرام محسوس ہوگا جب وہ دنیا کے مصیبت خانہ سے نکل جائے گا۔ ابوقتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

''ایک دفعہ نبی کریم ﷺ کے سامنے سے ایک جنازہ گزرا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''آرام پانے والا یا آرام دینے والا۔'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا۔ آرام پانے والا یا آرام دینے والا اس کا کیا مطلب ہے؟' آپ ﷺ نے فرمایا: ''ایماندار بندہ تو مر کر دنیا کی تکالیف'

---

[1] صحیح مسلم: ۲۹۹۹۔ [2] صحیح مسلم: ۲۹۵٦۔

مصیبتوں اور غموں سے نجات پا کر اللہ تعالیٰ کی رحمت میں آرام پاتا ہے اور بے ایمان اور بدکار کے مرنے سے دوسرے لوگ، شہر، درخت اور چوپائے آرام پاتے ہیں۔" ❶

انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ یہ شعر پڑھا:

اَللّٰھُمَّ لَا عَیْشَ اِلَّا عَیْشَ الْآخِرَۃ   فَاَصْلِحِ الْأَنْصَارَ وَ الْمُھَاجِرَۃ ❷

"اے اللہ! حقیقی عیش نہیں مگر آخرت کا آرام، اور اے اللہ! انصار و مہاجرین کی اصلاح فرما۔"

وہ مؤمن جو نیک اعمال کا اہتمام کرتا ہے اور اپنی پوری زندگی پروردگار عالم کے حکم کے تابع رہ کر گزارتا ہے وہ بے جا غموں، دکھوں اور پریشانیوں سے عام طور پر محفوظ رہتا ہے اور اس کی موت دنیا کی پریشانیوں، دکھوں اور قلق سے ابدی نجات کا ذریعہ بن جاتی ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جب مؤمن کی موت کا وقت قریب آتا ہے تو اس کے پاس رحمت کے فرشتے سفید ریشمی کپڑا لے کر آتے ہیں (تاکہ اس میں اس کی روح کو لپیٹ سکیں) اور کہتے ہیں (اے بہترین روح) اپنے رب کی نعمتوں کی طرف ہنسی خوشی چل، تو اللہ سے راضی ہے اور اللہ تعالیٰ تجھ سے راضی ہے، تیرا رب تجھ پر ناراض نہیں ہے، یہ روح مشک کی بہترین خوشبو سے معطر نکلتی ہے، فرشتے اس کو ہاتھوں ہاتھ اٹھاتے آسمان کے دروازے پر پہنچ جاتے ہیں۔ آسمان والے کہتے ہیں زمین سے تم بڑی بہترین خوشبو اپنے ساتھ لائے ہو۔ وہ اسے مؤمنوں کی روحوں میں شامل کر دیتے ہیں، وہ انہیں دیکھ کر اتنا خوش ہوتی ہے جس طرح تمہارا کوئی گم شدہ فرد تمہیں مل جائے تو تم خوش ہوتے ہو۔ وہ اس سے سوال کرتے ہیں کہ فلاں کا کیا بنا، فلاں کا کیا بنا؟ اور پھر (روحیں) کہتی ہیں اس کو چھوڑ، وہ بیچارا تو دنیا کے غموں میں گرفتار تھا۔ یہ (تعجب سے) کہتی ہے کیا وہ تمہارے پاس نہیں آیا؟ وہ (روحیں) کہتی ہیں (اس کا مطلب ہوا) وہ اپنے ٹھکانے ھاویہ (دوزخ کی وادی) میں چلا گیا ہے۔

اور جب کافر کی موت کا وقت قریب آتا ہے تو اس کے پاس عذاب کے فرشتے

---

❶ صحیح بخاری مع الفتح: ٦٥١٢۔ ❷ صحیح بخاری مع الفتح: ٢٤١٣۔

گندے بالوں سے تیار شدہ (ٹاٹ) کا ٹکڑا لے کر آتے ہیں اور کہتے ہیں ''اے بدبخت روح! اللہ تعالیٰ کے عذاب کی طرف چل' اللہ تجھ سے ناراض ہے۔ اس کی بدبو مردار کی طرح شدید ہوتی ہے۔ اہل آسمان کہتے ہیں زمین سے تم کس قدر گندی بدبو لے کر آئے ہو؟ حتیٰ کہ اسے کفار کی روحوں میں شامل کر دیا جاتا ہے۔'' [1]

یقیناً ہر مؤمن اس حقیقت سے خوب واقف ہے کہ دنیا کے عارضی غم ایک دن ختم ہو جائیں گے اور وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ایسی جنت کا وارث بن جائے گا جس میں کوئی غم اور پریشانی نہیں ہوگی' اسی بنا پر وہ اعمال صالح کا ذخیرہ اکٹھا کرنے کی کوشش کرتا ہے' اس کی توجہ اس حقیقی غم کی طرف ہوتی ہے جس دن غم غلط کرنے کی کوئی فرصت نہ ملے گی' شاید اسی لیے دنیا کے مصائب اور غموں کا سامنا اس کے لیے آسان ہو جاتا ہے۔

ساتواں علاج: اخروی زندگی کا فکر

جو انسان دنیا کے غموں کو اپنے دل و دماغ پر سوار کر لیتا ہے اس کی ہمت جواب دے جاتی ہے' اس کی صلاحیت دم توڑ جاتی ہیں اور دکھ اس کو ختم کر ڈالتے ہیں۔ پنجابی کہاوت ہے ''گھوڑے نوں بھکھ تے بندے نوں دکھ بڈھا کر دیندے نے'' یعنی گھوڑے کو بھوک اور انسان کو غم بوڑھا کر دیتے ہیں لیکن جو آدمی آخرت کا غم اپنے نفس پر سوار کر لیتا ہے اس کی ہمت بڑھ جاتی ہے' اس کی صلاحیتوں کو جلا ملتی ہے اور ہر آنے والا دن اس کی محنت و کوشش میں اضافے کا سبب بنتا ہے۔

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس کو آخرت کی فکر ہو' اللہ تعالیٰ اس کا دل قناعت کی دولت سے بھر دیتے ہیں اور اس کی سوچوں کو مجتمع کر دیتے ہیں' دنیا اس کے پاس ذلیل ہو کر آتی ہے اور جو دنیا کو اہمیت دیتا ہے اللہ تعالیٰ تنگدستی اس کے مقدر میں لکھ دیتے ہیں جب کہ دنیا اس کے پاس فقط اتنی ہی آتی ہے' جتنی اس کے مقدر میں لکھ دی گئی ہے۔ [2]

ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

---

[1] سنن النسائی: ۱۸۱۰' شیخ البانی نے اسے صحیح کہا ہے۔ [2] سنن ترمذی: ۲۳۸۹۔

''جس کو صبح وشام پروردگار سے لگاؤ رہے تو اللہ سبحانہ تعالیٰ اس کی تمام ضروریات کو پورا کردیتے ہیں' اس کے تمام امور طے کردیتے ہیں' رب کائنات اس کے دل کو اپنی محبت اور اس کی زبان کو اپنے ذکر اور اس کے اعضاء کو اپنی اطاعت کے لئے خاص کر لیتے ہیں۔ اور جس کو صبح وشام دنیا کی فکر رہے تو اللہ تعالیٰ اسے اس کے غم اور پریشانیوں کے سپرد کردیتے ہیں' اس کے دل کو اپنی محبت کی بجائے لوگوں کی محبت کے لئے اس کی زبان کو لوگوں کی تعریف کے لئے اور اس کے اعضاء کو لوگوں کی خدمت کے لئے خاص کردیتے ہیں اور وہ جانور کی طرح دن رات لوگوں کی خدمت میں لگا رہتا ہے۔ ہر وہ انسان جو اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اس کی غلامی سے کنارہ کشی اختیار کرتا ہے' وہ لوگوں کی غلامی اور ان کی اطاعت و محبت میں گرفتار کردیا جاتا ہے۔ یہی بات تو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بیان فرمائی ہے۔

﴿وَمَنْ يَعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ﴾ [1]

''اور جو شخص رحمٰن کی یاد سے غفلت کرے ہم اس پر ایک شیطان مقرر کر دیتے ہیں وہی اس کا ساتھی رہتا ہے۔'' [2]

جناب حافظ صاحب مذکورہ آیت کریمہ کی تشریح میں رقمطراز ہیں:

''کہ وہ شیطان اللہ کی یاد سے غافل رہنے والے کا ساتھی بن جاتا ہے' جو ہر وقت اس کے ساتھ رہتا اور اسے نیکیوں سے روکتا ہے۔ یا انسان خود اسی شیطان کا ساتھی بن جاتا ہے اور اس سے جدا نہیں ہوتا بلکہ تمام معاملات میں اس کی پیروی اور اس کے تمام وسوسوں میں اس کی اطاعت کرتا ہے۔ [3]

آٹھواں علاج: یہ شعور کہ غم گناہوں کی بخشش کا ذریعہ ہیں

ایک سچا مسلمان اس بات کا خوب ادراک رکھتا ہے کہ اسے دنیا میں جو بھی چھوٹا بڑا غم یا پریشانی لاحق ہوتی ہے اس کے بدلے اس کے گناہ معاف کردیے جاتے ہیں۔

نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: ''مسلمان کو جو بھی تھکاوٹ' مرض' پریشانی' غم اور تکلیف

[1] ۴۳/الزخرف: ۳۶۔ [2] الفوائد: ص۱۵۹ ط/دارلبیان۔

[3] احسن البیان: ص ۱۳۵۸۔

پہنچتی ہے، حتیٰ کہ اگر اسے کانٹا بھی چبھتا ہے تو اللہ تعالیٰ (اس کے بدلے) اس کے گناہ معاف کر دیتے ہیں۔'' ❶

دوسری روایت میں ہے کہ:

''مؤمن کو جو بھی مرض، تھکاوٹ، بیماری، غم اور پریشانی پہنچے جو اسے غمگین کر دے تو اس کے بدلے اس کی غلطی مٹا دی جاتی ہے۔'' ❷

ان احادیث مبارکہ کی روشنی میں ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ مسلمان کو پہنچنے والا ہر غم اور پریشانی محض بیکار نہیں بلکہ اس کی نیکیوں اور اچھائیوں میں اضافے اور اس کے گناہوں میں کمی کا باعث ہے یہ سودا بہر حال فائدے والا ہی ہے۔

علمائے سلف میں سے بعض نے اس بات کی وضاحت کی ہے کہ اگر غم نہ ہوتے تو شاید ہم قیامت کے دن مفلس اور خالی ہاتھ ہوتے۔ ان میں سے بعض وہ بھی تھے جو غم پریشانی اور مصیبت پر ایسے ہی خوش ہوتے تھے جیسے ہم کوئی نعمت ملنے پر فرحت محسوس کرتے ہیں۔

جب مسلمان کے دل و دماغ میں یہ بات گھر کر جاتی ہے کہ غم اور پریشانیوں کے بدلے اس کے گناہ معاف اور غلطیاں مٹا دی جاتی ہیں اور اس کے درجات میں اضافہ کر دیا جاتا ہے تو وہ پریشانی اور غم سے دوچار ہونے پر رنجیدہ خاطر نہیں ہوتا بلکہ دلی طور پر سکون محسوس کرتا ہے کہ یہ دکھ بھی اس کے لیے فائدہ مند ہے، خصوصاً اگر کسی گناہ کے فوراً بعد پریشانی سے واسطہ پڑ جائے تو سچے مسلمان کی خوشی کی انتہا نہیں رہتی کیونکہ وہ یہ سمجھتا ہے کہ اس کی غلطی کی سزا اللہ تعالیٰ نے اسے دنیا میں ہی دے دی ہے اور آخرت کا عذاب اس سے ختم کر دیا ہے۔

عبداللہ بن مغفل کہتے ہیں: ''ایک آدمی کی ملاقات ایسی عورت سے ہوئی جو زمانہ جاہلیت میں جسم فروشی کیا کرتی تھی۔ اس نے عورت سے چھیڑ خانی شروع کر دی حتیٰ کہ اس آدمی نے عورت سے دست درازی کی کوشش کی۔ تو وہ کہنے لگی رک جاؤ۔ اللہ تعالیٰ نے جاہلیت کا دور ختم کر دیا ہے اور ہمیں اسلام کی طرف ہدایت دی ہے۔ جب اس نے یہ الفاظ سنے تو گھبرا کر جلدی سے پیچھے ہٹا کہ اچانک اس کا چہرہ دیوار سے رگڑ کھا کر زخمی ہو گیا۔ وہ آدمی نبی ﷺ

❶ صحيح بخاري مع الفتح: ٥٦٤٢۔ ❷ صحيح مسلم: ٢٥٧٣۔

کی خدمت میں حاضر ہوا اور سارا ماجرا بیان کر دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے بندے! اللہ تعالیٰ نے تیرے ساتھ بھلائی کا ارادہ کیا ہے' کیونکہ جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے کے ساتھ بھلائی کا ارادہ رکھتا ہے تو اس کو اس کے گناہ کی سزا بہت جلد دے دیتا ہے اور جب کسی بندے کے ساتھ برائی کا ارادہ کرتا ہے تو اس کی سزا اس کے گناہ کے ساتھ روک لیتا ہے تاکہ قیامت کے روز اس کو سزا دی جائے اور یہ گناہ (اس دن) پہاڑ کی مانند ہوگا۔ ❶

اور نبی ﷺ نے فرمایا:

''جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے تو دنیا میں ہی فوراً اس کو (اس کی غلطی) سزا دے دیتا ہے اور اگر کسی انسان کے ساتھ برائی کا ارادہ کرتا ہے تو اس کی سزا روک لیتا ہے جب کہ قیامت کے دن اسے پورا پورا بدلہ دیا جائے گا۔ ❷

نواں علاج: انبیائے کرام علیہم السلام کی زندگی کو نمونہ بنانا

ہر ذی شعور مسلمان اس بات سے واقف ہے کہ بنی نوع انسان میں سے رسولوں اور نبیوں کو سب سے زیادہ تکالیف اور غموں سے دوچار ہونا پڑا کیونکہ قانون فطرت یہ ہے کہ ہر انسان اپنے ایمان کی بقدر آزمایا جاتا ہے۔

سعد رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے عرض کیا تھا کہ:

''اے اللہ کے رسول ﷺ! کونسے لوگ زیادہ آزمائش میں مبتلا ہوتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''انبیا اور پھر بہترین لوگ پھر اس کے بعد بہترین لوگ۔ انسان اپنے دین کی بقدر آزمایا جائے گا۔ اگر اس کا دین مضبوط ہو تو اس کی آزمائش بہت سخت ہوتی ہے۔ اگر اس کے دین میں کمزوری ہو تو اپنے دین کے لحاظ سے ہی اسے آزمایا جائے گا۔ انسان پر مصائب نازل ہوتے رہتے ہیں یہاں تک کہ اس کے تمام گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔ ❸

اگر مسلمان یہ سوچ پیدا کر لے کہ انبیائے کرام علیہم السلام بھی پریشانیوں سے دوچار

❶ مسند احمد: ۸۷/۹۔ ❷ سنن ترمذی: ۲۳۹۶۔

❸ سنن ترمذی: ۲۳۹۸' وصححہ البانی۔

رہے اور دکھوں سے محفوظ نہیں رہ سکے تو عام آدمی لامحالہ ان مصائب کا شکار ہوگا اور یہ کہ اسے انبیائے کرام علیہم السلام کی سیرت کو مدنظر رکھ کر پریشانیوں کا سامنا کرنا چاہیے تو اس کے لیے غموں کو برداشت کرنا آسان ہو جائے گا۔

دسواں علاج: موت کو یاد رکھنا

انسان جب اپنی موت کو ہر وقت یاد رکھتا ہے تو بہت سارے غموں اور پریشانیوں سے اپنے آپ نجات پا جاتا ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''لذات کو ختم کرنے والی موت کو زیادہ سے زیادہ یاد کیا کرو۔'' [1]

جب انسان اس بات کو اپنے دل میں جگہ دے اور اس پر یہ تلخ حقیقت اچھی طرح آشکار ہو جائے کہ موت کسی بھی وقت اس کے تمام پروگرام درہم برہم کر سکتی ہے تو بہت سی پریشانیاں اپنے آپ ختم ہو جاتی ہیں جو خواہ مخواہ لوگوں نے اپنے سر لے رکھی ہیں۔

گیارھواں علاج: اللہ تعالیٰ سے دعا کرنا

غم ختم کرنے اور پریشانی کی شدت کو کم کرنے کے لئے دعا انتہائی مؤثر اور کاری ہتھیار ہے۔ دعا جہاں پریشانیوں کا علاج ہے وہاں مسلمان کے لئے ایک مضبوط قلعہ ہے۔ ہر مسلمان کو چاہیے کہ وہ ہر وقت دعا کرتا رہے کہ پروردگار اسے غم' پریشانی' مصیبت سے بچائے رکھے اور ان بلاؤں سے اس کی حفاظت فرمائے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کثرت سے پریشانیوں' غموں اور مصیبتوں سے بچنے کی دعا کیا کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم انس رضی اللہ عنہ خبر دیتے ہیں کہ میں ایک دفعہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی جگہ ٹھہرتے تو میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کے لیے حاضر ہو جاتا۔ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بکثرت یہ دعا کرتے ہوئے سنا:

((اَللّٰھُمَّ اِنِّی أَعُوذُبِکَ مِنَ الْھَمِّ وَالْحُزْنِ وَالْعَجْزِ وَالْکَسَلِ وَالْبُخْلِ وَالْجُبْنِ وَضَلَعِ الدَّیْنِ وَغَلَبَةِ الرِّجَالِ)) [2]

---

[1] صحیح بخاری ؛ابن ماجه: ٤٢٥٨۔ [2] صحیح بخاری مع الفتح: ٢٨٩٣۔

''اے اللہ! میں فکر اور غم' عاجزی اور سستی' بخیلی اور نامردی' قرض داری کے بوجھ اور ظالموں کے غلبے سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔

یہ دعا پریشانی یا غم کو رفع کرنے کے لئے انتہائی مؤثر ہے کیونکہ کسی بھی چیز کو اس کے واقع ہونے سے قبل ختم کرنا بہت آسان ہوتا ہے۔ لیکن اگر انسان کو کوئی غم آ پہنچے تو پھر بھی اس دعا کا اہتمام انتہائی مفید ہے۔

یہ بات مسلم ہے کہ دعا انسان کی پریشانیوں' دکھوں اور مصیبتوں سے حفاظت کے لیے بہت مؤثر اور محفوظ پناہ گاہ ہے۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں یہ صلی اللہ علیہ وسلم ان الفاظ کے ساتھ دعا کیا کرتے تھے۔

((اَللّٰهُمَّ أَصْلِحْ لِیْ دِیْنِی الَّذِیْ هُوَ عِصْمَةُ أَمْرِیْ وَأَصْلِحْ لِیْ دُنْیَایَ الَّتِی فِیْهَا مَعَاشِي وَأَصْلِحْ لِیْ اٰخِرَتِی الَّتِی فِیْهَا مَعَادِی وَاجْعَلِ الْحَیَاةَ زِیَادَةً لِیْ فِی کُلِّ خَیْرٍ وَاجْعَلِ الْمَوْتَ رَاحَةً لِیْ مِنْ کُلِّ شَرٍّ))

''اے اللہ! میرے دین کی اصلاح فرما جو میرے کام کی عصمت ہے اور میری دنیا بہتر بنا دے جس میں میرا معاش ہے۔ اور میری آخرت بہتر بنا دے جو میرا ٹھکانہ ہے۔ اور میری زندگی کو میری نیکیوں میں اضافے کا باعث بنا دے اور میری موت کو میرے لئے تمام غموں سے چھٹکارے کا سبب بنا دے۔''

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اس مضمون کو بیان کیا ہے کہ انتہائی مجبور انسان کی التجا کون سنتا ہے اور اس کے غم کون ختم کرتا ہے؟ درحقیقت جب سب دروازے بند ہو جاتے ہیں اور انسان ہر طرف سے مایوس ہو جاتا ہے تو پھر بھی پروردگار کا در کھلا ہی ملتا ہے اور وہ اپنے بندے کو کسی بھی حالت میں خالی ہاتھ نہیں لوٹاتا۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا:

در کبیریا پہ تو آ کے دیکھ
لذتیں ایمان کی اٹھا کے دیکھ

ٹل جاتے ہیں ہر کسی کے غم
دامن تو اپنا پھیلا کے دیکھ

بھائیو! اللہ تعالیٰ کی رحمت ہی ایک مسلمان کی سب سے مضبوط جائے پناہ ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿ اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوْٓءَ ﴾ [1] ''بے کس کی پکار کو جب وہ پکارے' کون قبول کر کے سختی کو دور کر دیتا ہے۔''

یعنی وہ اللہ ہی ہے جسے شدائد کے وقت پکارا جاتا ہے اور مصیبتوں کے وقت جس سے امیدیں وابستہ کی جاتی ہیں۔

جب بھی انسان پر کوئی مصیبت یا غم نازل ہو تو خالق حقیقی کے سامنے ہی ہاتھ پھیلانے چاہییں' اسی سے مانگنا چاہیے اور ہر پریشانی میں اللہ تعالیٰ سے ہی دعا کرنی چاہیے کیونکہ جب بھی اس سے مانگا جائے وہ دیتا ہے اور ہر جائز درخواست پوری کرتا ہے' اسی لئے تو اس نے اعلان کر رکھا ہے۔

﴿ وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ ؕ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ ۙ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ ﴾ [2]

''جب میرے بندے میرے بارے میں آپ سے سوال کریں تو آپ کہہ دیں میں بہت ہی قریب ہوں ہر پکارنے والے کی پکار کو جب کبھی وہ مجھے پکارے قبول کرتا ہوں۔ اس لئے لوگوں کو بھی چاہیے کہ وہ میری بات مان لیا کریں اور مجھ پر ایمان رکھیں' یہی ان کی بھلائی کا باعث ہے۔''

رسول اللہ ﷺ نے کچھ مخصوص دعائیں بھی سکھلائی ہیں جو پریشانیوں اور غموں کے سیلاب کے آگے مضبوط بند کی حیثیت رکھتی ہیں۔ آپ ﷺ کی مشہور و معروف دعا کا ذکر یہاں پر مناسب ہوگا جو پریشانی کو ختم کرنے کے لئے آپ ﷺ نے خاص طور پر اپنی امت کو سکھلائی ہے۔

((اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ عَبْدُکَ وَابْنُ عَبْدِکَ وَابْنُ اَمَتِکَ نَاصِیَتِیْ

[1] ۲۷/ النمل: ٦٢۔ [2] ۲/البقرہ: ۱۸٦۔

بِيَدِكَ مَاضٍ فِيَّ حُكْمُكَ، عَدْلٌ فِيَّ قَضَاؤُكَ اَسْئَلُكَ بِكُلِّ
اِسْمٍ هُوَ لَكَ سَمَّيْتَ بِهِ أَوْعَلَّمْتَهُ اَحَدًا مِّنْ خَلْقِكَ أَوْ أَنْزَلْتَهُ
فِي كِتَابِكَ أَوِاسْتَأْثَرْتَ بِهِ فِيْ عِلْمِ الْغَيْبِ عِنْدَكَ أَنْ تَجْعَلَ
الْقُرْآنَ رَبِيْعَ قَلْبِيْ وَنُوْرَ صَدْرِيْ وَجَلَاءَ حُزْنِيْ وَذَهَابَ هَمِّيْ))

''اے اللہ! میں تیرا بندہ' تیرے بندے کا بیٹا' تیری بندی کا بیٹا ہوں۔ میری پیشانی تیرے ہاتھ میں ہے' تیرا حکم مجھ میں جاری ہے' میرے بارے میں تیرا فیصلہ عدل ہے۔ میں تجھ سے تیرے ہر اس خاص نام کے ساتھ سوال کرتا ہوں جو تو نے خود اپنا نام رکھا ہے یا اسے اپنی کتاب میں نازل فرمایا ہے یا اپنی مخلوق میں سے کسی کو سکھلایا ہے یا علم الغیب میں اُسے اپنے پاس رکھنے کو ترجیح دی کہ تو قرآن کو میرے دل کی بہار اور میرے سینے کا نور اور میرے غم کو دور کرنے والا اور میری پریشانی کو لے جانے والا بنا دے۔''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس دعا سے اللہ تعالیٰ انسان کا غم' پریشانی اور دکھ ختم کر دیتا ہے اور اس کو تنگی کی بجائے کشادگی اور آسانی عطا فرماتا ہے۔'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا' اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کیا ہم اس دعا کو سیکھیں اور لوگوں کو سکھلائیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کیوں نہیں۔ جو کوئی اسے سنے وہ آگے بھی سکھلائے۔'' [1]

انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کسی پریشان کن صورت حال سے واسطہ پڑتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہتے

((يَاحَيُّ يَاقَيُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِيْثُ))

''اے زندہ رہنے والے اور اے سب کو تھامنے والے میں تیری رحمت کے ساتھ مدد مانگتا ہوں۔'' [2]

اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کہتی ہیں مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کیا میں تجھے ایسے کلمات نہ بتاؤں جو تو مصیبت اور پریشانی کے وقت کہا کرے۔''

[1] صحیح بخاری مع الفتح: ٦٣٤٦۔ [2] سنن ترمذی: ٣٥٢٤؛ صحیح الجامع: ٤٦٥٣۔

((اَللّٰهُ اَللّٰهُ رَبِّیْ. لَا اُشْرِکُ بِهٖ شَيْئًا))

''اللہ اللہ وہ میرا پروردگار ہے۔ میں اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا۔'' 1

اسی طرح کی بے شمار مفید دعائیں غم اور پریشانی کے وقت اللہ تعالیٰ سے تعلق اور اس کی طرف رجوع کی غرض سے امت اسلامیہ کو سکھلائی گئی ہیں۔ مثلاً نبی ﷺ نے فرمایا:

''مصیبت زدہ کی دعا تو یہ ہے۔''

((اَللّٰهُمَّ رَحْمَتَکَ أَرْجُوْ فَلَا تَکِلْنِیْ إِلٰی نَفْسِیْ طَرْفَةَ عَیْنٍ وَّأَصْلِحْ لِیْ شَأْنِیْ کُلَّهٗ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ)) 2

''اے اللہ! میں تیری رحمت ہی کی امید رکھتا ہوں پس تو آنکھ جھپکنے کے برابر بھی مجھے میرے نفس کے سپرد نہ کر اور میرے لئے میرے تمام کام درست کر دے تیرے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے۔''

ہم انہی دعاؤں پر اکتفا کرتے ہیں۔

فائدہ: بعض لوگ ذاتی مفاد اور دنیاوی متاع قلیل کے حصول کی غرض سے عام سادہ لوح مسلمانوں کو یہ دھوکہ دینے کی کوشش کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ گنہگار کی دعائیں نہیں سنتا وہ فقط اپنے نیک بندوں کی دعاؤں پر توجہ دیتا ہے۔ عام مسلمانوں سے یہ بات سننے کو ملتی ہے کہ

''ساڈی سندائیں اونہاں دی موڑ دائیں''

کہ ہماری دعا اللہ تعالیٰ نہیں سنتا اور ان (نیک لوگوں) کی دعا کبھی رد نہیں کرتا۔

میرے بھائیو! یہ بات سراسر غلط اور خلاف حقیقت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر انسان کی دعا سنتا ہے' اللہ کے واسطے ایسے لوگوں کی بات پر کان مت دھریئے جو خالق اور مخلوق کے درمیان رکاوٹ پیدا کرنے کی مذموم کوشش کر رہے ہیں۔ وہ دراصل اس دعویٰ کے پس پردہ ایسے مفادات حاصل کرنا چاہتے ہیں جو اس شیطانی فلسفہ کا ڈھنڈورا پیٹے بغیر ممکن نہیں۔ اگر تمام مخلوق بلا واسطہ اپنے خالق و مالک سے مانگنے لگ جائے تو پھر ان لوگوں کی ضرورت تو ختم ہو جائے گی جو مذہب کے نام پر دکانیں چمکائے بیٹھے ہیں اور لوگوں کا مال حرام طریقوں

---

1 ابو داؤد' صحیح الجامع '۲٦۲۰۔

2 سنن ابو داؤد: ۵۰۹۰؛ صحیح الجامع: ۳۳۸۸۔

سے ہڑپ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

بے شک ایسے آدمی سے دعا کی درخواست کرنا غلط نہیں جس میں مندرجہ ذیل دو شروط پائی جائیں۔

① وہ زندہ ہو۔

② وہ صالح اور کتاب وسنت پر عمل پیرا ہو۔

اللہ تعالیٰ اس نیک آدمی کی دعا سنتا اور قبول کرتا ہے مگر اس سے یہ ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ:

① اللہ تعالیٰ گنہگار کی دعا نہیں سنتے۔

② اپنے نیک بندوں کی رد نہیں کرتے...... اور یہ کہ

③ اسے لازماً کسی واسطہ سے ہی دعا پہنچائی جاسکتی ہے...... کیونکہ

④ چھت تک پہنچنے کے لیے سیڑھی کی ضرورت ہے۔

⑤ وزیراعظم تک پہنچنے کے لیے چپڑاسی کی ضرورت ہے۔

بالاختصار مذکورہ نکات کی وضاحت ملاحظہ کیجئے۔

① اگر نعوذ باللہ اللہ تعالیٰ کسی گنہگار کی نہیں سنتے تو وہ مشہور ومعروف واقعہ کیسا ہے جس میں ایک آدمی نے سو (100) انسان قتل کر ڈالے پھر توبہ کی غرض سے چلا اور رستہ میں ہی اسے موت نے آلیا۔؟ جنت ودوزخ کے فرشتوں نے جھگڑا کیا کہ یہ جنتی ہے یا جہنمی۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں دونوں اطراف کی زمین ناپنے کا حکم دیا کہ آیا جس گناہوں کی سرزمین سے آرہا ہے وہ اس کے مقام موت کے قریب ہے یا توبہ والا خطہ زمین قریب ہے جس کا قصد کر کے جا رہا تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے توبہ والی زمین کو سکڑ جانے کا حکم دیا تاکہ سچی توبہ کا قصد کرنے کی وجہ سے اسے جنت میں داخل کیا جاسکے۔ اس واقعہ سے غالباً ہر مسلمان واقف ہے اور حدیث کی متداول کتابوں میں اس کی تفصیل دیکھی جاسکتی ہے۔ کیا سو آدمیوں کا قاتل گنہگار نہیں تھا، اللہ تعالیٰ کا کوئی مقرب بندہ تھا؟۔

آپ نے ابھی سورۃ بقرہ کی آیت ملاحظہ کی ﴿ وإذا سألک عِبَادِی ...... ﴾ یہاں لفظ عِبَادِی میرے بندے عام ہے۔ کہ جب میرے بندے میرے بارے میں آپ سے سوال کریں...... چاہے بندہ نیک ہو یا گنہگار ہو، اسی طرح آپ نے رسول اکرم ﷺ کی

دعائیں ملاحظہ فرمائی ہیں کیا ان میں یہ عبارت موجود ہے کہ یہ صرف پرہیز گار ہی کر سکتے ہیں گنہگار نہیں۔

② اگر اللہ تعالیٰ نیک بندوں کی دعا قطعاً رد نہیں کرتے تو نوح علیہ السلام کی دعا کیوں رد کی جو انہوں نے اپنے بیٹے کی نجات کے لیے کی تھی یہ واقعہ تفصیل سے قرآن مجید میں موجود ہے؟ کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم ساری زندگی یہ دعائیں اور کوشش نہیں کرتے رہے کہ مکہ کے تمام کافر مسلمان ہو جائیں' ان کے تمام رشتہ دار خصوصاً چچا وغیرہ اسلام قبول کر لیں اور یہ کہ ساری امت جنت میں جانے والی بن جائے؟ لیکن پروردگار عالم نے ان کی دعاؤں کو شرف قبولیت سے نہیں نوازا ہے۔

③ اگر کسی واسطہ کے بغیر اللہ تعالیٰ دعائیں نہیں سنتا تو کیا یونس علیہ السلام نے مچھلی کے پیٹ کے اندر اپنے سے پہلے انبیا' آدم' نوح علیہم السلام کا واسطہ دیا تھا؟ یہ قصہ بھی قرآن مجید میں ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔

④ چھت اور سیڑھی کی مثالیں دے کر رب کائنات کی توہین مت کیجئے۔ کیا (نعوذ باللہ) اللہ تعالیٰ چھت ہے اور اس کے نیک بندے عام لوگوں کی سیڑھیاں ہیں جن پر وہ پاؤں رکھ کر خالق حقیقی تک پہنچتے ہیں کیا یہ اولیاء اللہ کی توہین نہیں ہے؟۔ کیا اللہ اور بندے کے درمیان کوئی ایسی خلیج حائل ہے جسے واسطہ کے بغیر Cross نہیں کیا جا سکتا جس طرح کہ چھت اور انسان کے درمیان ہے کہ وہاں تک پہنچنے کے لیے سیڑھی کی ضرورت پڑتی ہے۔؟

⑤ وزیراعظم اور چپڑاسی پر اللہ تعالیٰ کی ذات کو قیاس کرنے کی غلطی مت کیجئے۔ وزیراعظم مخلوق ہے جبکہ رب خالق کائنات ہے۔ اس کے اوصاف' عادات' طاقت' قوت' علم' قدرت اور معلومات کو کسی مخلوق پر جانچنے کی غلطی نہ کیجیے ورنہ اپنے ایمان کی خیر منائیے۔ وزیراعظم یہ نہیں جانتا کہ اس کے دفتر کے باہر کون اس کو ملنے آیا ہے' اس کا ملازم جا کر اطلاع دیتا ہے یا ٹیلی فون وغیرہ کے ذریعے اسے خبر دی جاتی ہے۔ کیا اللہ تعالیٰ کے متعلق بھی آپ یہی ایمان رکھتے ہیں کہ اس کو بھی نعوذ باللہ علم نہیں کہ اس کے حضور اس کا فلاں بندہ سجدہ ریز ہونے کے لیے آیا ہے اور کسی کو دربارِ الٰہی میں (نعوذ باللہ) خبر پہنچانا پڑتی ہے؟۔ خردمندو! غور کرو لوگوں نے کتنی غلط مثالیں ایجاد کر ڈالی ہیں۔

جب وزیراعظم سے ملنے کے لیے آنے والا مہمان، چپڑاسی کے ذریعہ سے اندر پہنچ جاتا ہے تو اب اس ملازم کی جرأت نہیں کہ وہ آنے والے مہمان کے ساتھ کمرہ میں موجود رہے۔ Metting کی کارروائی سے اسے فوراً باہر نکال دیا جاتا ہے اور وہ بغیر کسی تاخیر کے اپنے اصلی مقام پر آ جاتا ہے۔ کیا یہ لوگ اللہ کے نیک بندوں کی یہی تعریف کرنا چاہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کو یہی مقام دینا چاہتے ہیں؟۔ میں ہر صاحب بصیرت مسلمان سے سوال کرنا چاہتا ہوں کہ کیا یہ اولیاء اللہ، صالحین، اور اللہ کے نیک بندوں کی توہین نہیں جو اس کی جنتوں کے وارث بن چکے ہیں اور اس دنیا فانی سے انہیں کوئی دلچسپی نہیں ہے؟

معزز قارئین! یہ بات دل و دماغ میں اچھی طرح رقم کر لیں کہ اگر انسان پورے خلوص اور مکمل یقین کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے دعا کرے تو پروردگار دعائیں ضرور قبول کرتا ہے۔ اگر ہم اسی کتاب میں مذکور چند دعاؤں کے الفاظ پر غور کریں جو غم اور پریشانی رفع کرنے کے لیے ہمیں سکھلائی گئی ہیں تو یقیناً ایک ایک لفظ سے اللہ تعالیٰ کی محبت کا رس ٹپکتا نظر آتا ہے اور ایک ایک جملہ ایمانِ خالص، نیتِ صادق اور عمل صالح کا تقاضا کرتا ہے۔ یہ دعائیں مالک اور بندے کے درمیان گہرے تعلق کی علامت ہیں جس کی بنیاد پر انسان اللہ تعالیٰ سے اپنی پریشانیاں حل کروا سکتا ہے مگر یہ دولت ہر کسی کو نصیب نہیں ہوتی۔ یہ فقط ان کی قسمت میں ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف رغبت رکھتے ہیں۔ یہ حقیقت ہے کہ جو لوگ ایمان و یقین اور عمل کی دولت سے مالا مال ہیں ان کی دعاؤں میں بلا کا اثر ہے۔ میں اس موقع پر تاریخ اسلام سے ایک قصہ نقل کرنے کی اجازت چاہوں گا۔ معروف جلیل القدر صحابی علاء حضرمی رضی اللہ عنہ مستجاب الدعوات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ایک تھے۔ ایک دفعہ انہوں نے اہل بحرین سے جنگ کی غرض سے ایک جگہ پڑاؤ کیا۔ رات کو کوئی ایسا خطرناک واقعہ پیش آیا کہ سب جانور اور اونٹ وغیرہ بھاگ گئے اور ان کے خیمے وغیرہ بھی آندھی سے اکھڑ گئے۔ صحابہ کرام اور مجاہدین اسلام کے پاس سوائے چند کپڑوں، قلیل مال و اسباب اور اسلحہ کے کچھ نہ بچا۔ لوگوں نے یہ حالت دیکھی تو بہت غمگین ہوئے، جنگی ساز و سامان کے ضیاع پر بہت افسردہ ہوئے اور موت کو سامنے دیکھ کر ایک دوسرے کو وصیت کرنے لگے۔ علاء حضرمی رضی اللہ عنہ نے (رات کے وقت) بآواز بلند لوگوں کو

پکارا' جب لوگ ان کے اردگرد جمع ہو گئے تو وہ یوں گویا ہوئے۔

''اے لوگو! کیا تم اللہ کے رستے میں نہیں نکلے ہو۔ لوگوں نے عرض کیا' کیوں نہیں؟ اے لوگو! کیا تم اللہ کے دین کے مددگار نہیں ہو۔ لوگوں نے کہا' کیوں نہیں؟ وہ کہنے لگے پھر خوش ہو جاؤ۔ اللہ کی قسم تمہاری طرح کے لوگوں کو اللہ تعالیٰ ضائع نہیں کرتا۔ جب صبح طلوع ہوئی تو انہوں نے فجر کی نماز کے لئے اذان کا حکم دیا' جب لوگ نماز سے فارغ ہوئے تو حضرمی رضی اللہ عنہ دونوں پاؤں گاڑ کر اوپر بیٹھ گئے اور اپنے گھٹنے زمین پہ رکھے اور دعا کے لئے ہاتھ خوب آگے کو پھیلائے' لوگوں نے بھی ایسے ہی کیا۔ یہ پوری توجہ اور رقت کے ساتھ دعا میں مصروف رہے حتیٰ کہ سورج طلوع ہو گیا اور تیز کرنیں لوگوں پر پڑنا شروع ہوئیں' لوگ سورج کو بلند ہوتا ہوا دیکھ رہے تھے مگر علاء حضرمی رضی اللہ عنہ دعا میں اس قدر غرق تھے کہ ان کو سورج کی شعائیں بھی متوجہ نہ کر سکیں۔ تھوڑی دیر کے بعد ان کی دائیں طرف پانی کا ایک چشمہ پھوٹ پڑا' اتنے میں انہوں نے دعا ختم کر دی۔ لوگوں کو لے کر چشمہ پر آئے اور خوب سیر ہو کر پانی پیا۔ جب سورج کچھ اور بلند ہوا تو بھاگ جانے والے تمام اونٹ صحرا کے اندر پانی تلاش کرتے کرتے اسی چشمہ پر وارد ہوئے' اور ان پر لشکر کا ساز و سامان اُسی طرح موجود تھا۔ کئی لوگوں نے اپنی آنکھوں سے یہ منظر دیکھا۔ [1]

بارھواں علاج: نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود کی کثرت

پریشانیوں کا ایک بہترین اور انتہائی مؤثر علاج سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی پر کثرت کے ساتھ درود کا اہتمام ہے' اس سے غم ختم اور پریشانیاں دور ہو جاتی ہیں۔

طفیل بن ابی بن کعب رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں:

''ایک دفعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پچھلی رات کھڑے ہوئے اور فرمایا: ''اے لوگو! اللہ تعالیٰ کو یاد کیا کرو' اللہ تعالیٰ کو یاد کیا کرو' الراجفة (صور پھونکے جانا) آ چکی ہے اور اس کے پیچھے پیچھے الرادفة (دوسری مرتبہ صور پھونکا جانا) ہے' موت سروں پر آ چکی ہے' موت آ چکی

[1] البدایہ والنہایہ لابن کثیر باب ذکر ردۃ اھل بحرین۔

ہے۔'' وہ کہتے ہیں میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! میں تو آپ پر کثرت سے درود پڑھتا ہوں مجھے بتائیے میں آپ پر کس قدر درود پڑھوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو جتنا چاہے'' وہ کہتے ہیں میں نے عرض کیا (دن کا) چوتھا حصہ۔؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو جتنا چاہے لیکن اگر تو اس سے بھی زیادہ پڑھے تو بہتر ہے'' میں نے عرض کیا: کیا آدھا؟ آپ ﷺ نے فرمایا تو جتنا چاہے لیکن اگر تو اس سے بھی زیادہ پڑھے تو تیرے لئے بہتر ہے۔'' وہ کہتے میں نے عرض کیا۔ کیا دو تہائی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تیری مرضی لیکن اگر تو اس سے بھی زیادہ پڑھے تو تیرے لئے بہتر ہے۔'' وہ کہتے ہیں میں نے عرض کیا کیا ہر وقت آپ پر درود پڑھتا رہا کروں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''پھر تو تیرے تمام غم دور اور تیرے تمام گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔'' [1]

تیرھواں علاج: اللہ تعالیٰ پر توکل

جو انسان یہ جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے سب اختیار اسی کو ہے اس کا فیصلہ بندے کے حق میں بندوں کے فیصلہ سے کہیں بہتر اور اچھا ہے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ بندوں کی مصلحتوں کو خوب جانتا ہے اور وہ اسی مصلحت کے پیش نظر تمام فیصلے کرتا ہے تو وہ ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی تقدیر پر راضی رہتا ہے اور اس کے فیصلوں کو بڑی خندہ پیشانی کے ساتھ قبول کرتا ہے۔ وہ خوب جانتا ہے کہ اس کا پروردگار اس کا خیر خواہ اور اس پر حد درجہ رحم کرنے والا ہے وہ کبھی بھی اس کے حق میں کوئی غلط فیصلہ نہیں کرتا۔ وہ اس بات سے بھی آگاہ ہے کہ انسان کی تمام تر تدبیریں اور وسائل اللہ تعالیٰ کے فیصلے کو ایک انچ بھی آگے پیچھے نہیں کر سکتے اس لیے وہ جائز اسباب استعمال کرتے ہوئے اپنے تمام امور پروردگار کے سپرد کر دیتا ہے۔ وہ ہر خوشی اور غم میں اسی کے ساتھ اپنا تعلق وابستہ رکھتا ہے۔ وہ سمجھتا ہے کہ اسے ہر حال اور ہر آن اللہ تعالیٰ پر توکل کرنے کی ضرورت ہے اور وہی اس کے لیے کافی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللهِ فَهُوَ حَسْبُهُ﴾ [2]

''اور جو شخص اللہ پر توکل کرے گا اللہ اسے کافی ہوگا۔''

---

[1] سنن ترمذی: ۲۴۵۷۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو قابل اعتماد بتایا ہے۔ [2] ۶۵/ الطلاق: ۳۔

اور دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

﴿وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ﴾ ❶

''جو بھی اللہ پر بھروسہ کرے اللہ تعالیٰ بلاشک وشبہ غلبے والا اور حکمت والا ہے۔''

اس آیت کریمہ میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اہل دنیا' اہل ایمان کے توکل' کا کیا اندازہ کر سکتے ہیں؟' وہ خوب جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے اوپر بھروسہ کرنے والوں کو بے سہارا نہیں چھوڑتا۔ وہ دل جو توکل کی دولت سے مالا مال ہو اس میں وہم' غم اور پریشانی جگہ نہیں پاسکتے کیونکہ ایسا آباد دل ہر وقت اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم کا متلاشی رہتا ہے۔ مؤمن یہ جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اس کے تمام امور میں تصرف کامل کا اختیار اور حق حاصل ہے جبکہ انسان کو مالک کائنات کے امور میں کچھ بھی اختیار نہیں ہے' یہی بات سوچ کر وہ مطمئن رہتا ہے اور پریشانیوں سے نجات حاصل کر لیتا ہے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا ''اے بچے! جب تو سوال کرنا چاہے تو فقط اللہ تعالیٰ سے کرنا اور جب تو مدد طلب کرنا چاہے تو صرف اللہ تعالیٰ ہی سے طلب کرنا۔ اور یاد رکھ' اگر پوری امت مل کر تجھے فائدہ دینا چاہے تو نہیں دے سکتی مگر وہی جو اللہ تعالیٰ نے تیرے مقدر میں لکھ دیا ہے' اور اگر پوری امت مل کر تجھے نقصان پہنچانے کی کوشش کرے تو نہیں پہنچا سکتی مگر اتنا ہی جو اللہ تعالیٰ نے تیرے لیے لکھ دیا ہے۔''

(ایک حدیث میں یہ ہے کہ) بے شک کشادگی تکلیف کے بعد ملتی ہے اور آسانی تنگی کے بعد حاصل ہوتی ہے۔ ❷

چودھواں علاج: ماضی اور مستقبل کی بجائے حاضر کا فکر

نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی دعاؤں میں فکر اور غم سے پناہ مانگا کرتے تھے' درحقیقت یہ دونوں الفاظ اپنے اندر مستقل اور الگ الگ معانی لیے ہوئے ہیں۔ غم ماضی کے امور سے متعلق ہے کیونکہ گزشتہ ایام کو واپس لانا انسان کے لئے ممکن نہیں ہے اس لیے گزرے ہوئے ایام

❶ ٨/الانفال:٤٩۔ ❷ مسند احمد: ١/٣٠٧۔

میں پہنچنے والا صدمہ غم بن کر اس کے دل و دماغ میں جگہ بنالیتا ہے جبکہ اپنے مستقبل کے لئے انسان فکرمند رہتا ہے گویا غم کا تعلق ماضی اور فکر کا تعلق مستقبل سے ہے۔ انسان کو چاہیے کہ ماضی اور مستقبل کے متعلق پریشان ہونے کی بجائے حاضر کی فکر کرے اور موجود وقت کو قیمتی بنانے کی بھرپور کوشش کرے۔ اسے اپنی تمام تر صلاحیت آج کی اصلاح پر صرف کرنی چاہیے اور اپنی تمام تر توجہ موجودہ اعمال کی درستگی پر مرکوز رکھنی چاہیے۔ دین اسلام اپنے ماننے والوں کو دنیا و آخرت کی بھلائی کے لئے آج کی اصلاح کرنے کا حکم دیتا ہے۔ نبی ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ہر جگہ سے ہر وقت بھلائی حاصل کرنے کی تلقین کیا کرتے تھے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''طاقتور مؤمن' کمزور مؤمن کی بجائے اللہ تعالیٰ کے ہاں زیادہ پسندیدہ اور بہتر ہے جبکہ دونوں میں ہی بھلائی ہے۔ جو چیز تجھے فائدہ دیتی ہے اس کی حرص رکھ' اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کر اور عاجز ہو کر نہ بیٹھ جا۔ اگر تجھے کوئی مصیبت پہنچے تو یہ نہ کہہ' اگر میں ایسے کرتا تو ایسے ایسے ہوتا بلکہ یہ کہہ' جو اللہ نے چاہا وہ ہو گیا۔ پس بے شک (کلمہ لو) ''اگر'' شیطانی اعمال کو شروع کرتا ہے۔'' [1]

نبی ﷺ نے اس حدیث میں مسلمانوں کو ہر اس چیز سے ہر وقت استفادہ کرنے کی ترغیب دی جو ان کے لئے کسی بھی لحاظ سے فائدہ مند ہے اور ان کے لئے دنیا و آخرت میں کامیابی کا ذریعہ ہے۔ آپ ﷺ نے اس کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرنے اور عاجزی و سستی کو چھوڑنے پر بھی زور دیا ہے۔

اس حدیث کے پیش نظر ہم یہ بات کہہ سکتے ہیں کہ اسلام کے ماننے والے گزرے ہوئے ایام کا غم یا مستقبل کی فکرمندی میں مبتلا نہ ہوں بلکہ ماضی کی غلطیوں سے سبق سیکھتے ہوئے موجودہ دن میں زیادہ سے زیادہ خیر اور بھلائی کو اکٹھا کرنے اور اپنے اعمال کی اصلاح کرنے کی بھرپور کوشش کریں۔

ممکن ہے اس سلسلہ میں بعض ذہنوں میں یہ سوال ابھرے کہ اگر ہم مستقبل کی فکر چھوڑ دیں تو دنیا میں زندہ کیسے رہیں اور اقوام عالم کا کس طرح مقابلہ کریں؟

[1] صحیح مسلم، ح ۲۶۶۴

میں اس بات سے مکمل اتفاق کرتا ہوں مگر میرا مقصد یہ ہے کہ مستقبل کے متعلق فقط پریشان رہنا بیکار ہے بلکہ آج سے ہی محنت کی ضرورت ہے' مستقبل کا فکر اور پریشانی سوار کر کے Disterb ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ جو بات میں نے پہلے ذکر کی ہے اس کی وضاحت کے لئے ذہن نشین رہے کہ اللہ تعالیٰ کی قضاوقدر کی دو قسمیں ہیں۔

نمبر(۱) وہ قضاوقدر: جس کا حصول انسان کے بس کی بات ہے وہ مسلسل کوشش اور عمل پیہم سے اس کو حاصل کرنے میں کامیاب ہوسکتا ہے۔ اس میں مسلمان کو اپنی بھرپور کوشش کرنی چاہیے اور اسی بات کی ترغیب نبی ﷺ نے مذکورہ حدیث میں دی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بھی فرمایا: ﴿وَاَنْ لَّیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰیo﴾ ❶ ''اور یہ کہ نہیں واسطے آدمی کے مگر جو کچھ اس نے سعی کی''

نمبر(۲) وہ قضاوقدر: جس میں انسان کو کچھ اختیار نہیں۔ اس میں انسان کو اللہ تعالیٰ کی رضا اور قضاوقدر پر مطمئن ہو جانا چاہیے۔ یہ ایسا قاعدہ ہے جو انسان کو پریشانیوں' غموں اور دکھوں سے نجات دلانے میں بنیادی حیثیت کا حامل ہے۔

اگر ہم مذکورہ حدیث مبارکہ کے الفاظ پر غور کریں تو اس حقیقت کا انکشاف مشکل نہیں کہ نبی ﷺ نے ایسے اسباب کے حصول کا حکم اور ترغیب دی ہے جو دنیا و آخرت کی کامیابی کا ذریعہ ہوں۔ یہ اسی وقت ممکن ہے جب انسان ان غموں کو بھلانے کی کوشش کرے جو ماضی میں اس پر وارد ہوئے ہیں اور یہ کہ مستقبل کے لئے خواہ مخواہ پریشان رہنا چھوڑ دے اور موجودہ وقت سے دنیا و آخرت کی کامیابی کے لئے منصوبہ بندی کرے' اور اس کے ساتھ ساتھ اس بات سے خوب آگاہ رہے کہ انسان کے بس میں فقط کوشش ہے نتائج اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہیں۔

پندرھواں علاج: نماز کا اہتمام

نماز مومن کی معراج' آنکھوں کی ٹھنڈک' دل کا سکون اور غموں کو ختم کرنے کا بہترین ذریعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

﴿وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ﴾ ❷

---

❶ ۵۳/النجم:۳۹۔ ❷ ۲/البقرۃ:۴۵۔

''تم صبر اور نماز کے ساتھ مدد طلب کرو۔''

سرور کونین ﷺ جب کبھی پریشان ہوتے یا انہیں کسی تکلیف دہ معاملہ سے واسطہ پڑتا تو آپ فوراً نماز کے لیے کھڑے ہو جاتے اور اللہ تعالیٰ سے اس تکلیف کو رفع کرنے کے لیے مدد طلب کرتے۔

''حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کو جب بھی کوئی معاملہ درپیش ہوتا آپ نماز پڑھتے۔'' [1]

ابن عباس رضی اللہ عنہ کو سفر میں اپنے بھائی کی وفات کی خبر ملی' آپ اسی وقت سواری سے اترے اور رستہ کی ایک جانب دو رکعت نماز ادا کی۔ [2]

سولھواں علاج: جہاد فی سبیل اللہ

غموں اور پریشانیوں کو ختم کرنے کا ایک بہترین ذریعہ جہاد فی سبیل اللہ ہے۔ یہ میرا نقطہ نظر نہیں بلکہ رسول اللہ ﷺ کے الفاظ ہیں۔ آج جس جہاد کو چھوڑ کر پوری امت غموں اور پریشانیوں میں گھر چکی ہے اس کو اپنا کر ہی خوش وخرم رہ سکتی ہے۔ جہاد غموں' دکھوں اور مصیبتوں کا علاج ہے نبی ﷺ نے فرمایا:

''تم پر اللہ تبارک وتعالیٰ کے راستے میں جہاد کرنا فرض ہے' بے شک یہ (جہاد) جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے۔ اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ بعض مصیبتیں اور غم ختم کر دیتے ہیں۔'' [3]

مسلمان بھائیو! جہاد مسلمانوں کی عزت اور عظمت رفتہ کی بحالی کا امین ہے۔ جب مسلمان اسلام کی سربلندی کے لئے لڑتا ہے تو اسے دنیا کے غم بے معنی اور بے وقعت نظر آتے ہیں۔ وہ جب دشمن کی گردن پر خنجر چلاتا ہے اور مال غنیمت کے ڈھیر اس کے ہاتھ آتے ہیں اور وہ اللہ کے دین کی سربلندی اپنی آنکھوں سے دیکھتا ہے تو اس کا دل فرحت و سرور سے جھوم اٹھتا ہے۔ یہی حقیقت تو ڈاکٹر اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے بھی بیان فرمائی ہے۔

---

[1] ابو داؤد؛ صحیح الجامع: ۴۷۰۳۔ [2] بحوالہ علاج الهموم۔

[3] مسند احمد؛ صحیح الجامع: ۶۳

یہ غازی یہ تیرے پراسرار بندے
کہ بخشا جنہیں تو نے ذوق خدائی
دو نیم ان کی ٹھوکر سے صحرا و دریا
سمٹ کر پہاڑ ان کی ہیبت سے رائی
دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو
عجب چیز ہے لذت آشنائی
شہادت ہے مطلوب مقصود مؤمن
نہ مال غنیمت نہ کشور کشائی

سترھواں علاج: نفع بخش علوم کا حصول

نفع بخش علوم کے حصول میں مگن رہنا پریشانیوں کو ختم کرنے کا آسان اور بہترین ذریعہ ہے کیونکہ جب انسان حصول علم میں مصروف رہتا ہے تو اس کا غم ختم یا کم از کم ہلکا ضرور ہوجاتا ہے۔ ہم اس نکتہ کی وضاحت میں یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ کسی بہترین اور فائدہ بخش کتاب کا مطالعہ بھی انسان کے غموں کو ختم کرنے کا ذریعہ ہے۔ مؤمن آدمی ایسے علوم کے حصول کی کوشش کرتا ہے جو دنیا و آخرت میں کامیابی کا ذریعہ ہوں۔ اس میدان میں مؤمن اور کافر میں بنیادی فرق یہی ہے کہ مؤمن ایسے علوم میں مشغول ہوتا ہے جو اس کی حقیقی کامیابی کے آئینہ دار ہوں جبکہ کافر ایسے علوم میں مگن رہ کر اپنے غم غلط کرنے کی کوشش کرتا ہے جو بعض دفعہ بے فائدہ اور بیکار ہوں۔ بقول شاعر

اپنی ملت پر قیاس اقوام مغرب کو نہ کر
خاص ہے ترکیب میں قومِ رسول (ﷺ) ھاشمی

مسلمان کو چاہیے کہ وہ ایسے علوم کی Study سے مندرجہ ذیل امور سامنے رکھے۔

① رضائے الٰہی
② پریشانیوں سے نجات
③ دنیاوی واخروی کامیابی

④ دینی معلومات کا حصول

اٹھارواں علاج: اللہ تعالیٰ کی ظاہری و باطنی نعمتوں کا اقرار

پریشانیوں کو ختم کرنے کا ایک آسان طریقہ یہ بھی کہ انسان اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ ظاہری و باطنی نعمتوں پر غور کرنے اور ان کے بدلے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کی کوشش کرتا رہے کیونکہ شکر ایسی دولت ہے جو انسان کو مزید نعمتوں کا وارث بناتی ہے۔ انسان حالت فقر میں بھی اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر ادا کرتا رہے۔ اسے جب بھی کوئی غم پہنچے تو وہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں پر غور کرے اور یہ سوچتا رہے کہ اگر اسے کوئی مصیبت یا غم پہنچا ہے تو کیا ہوا؟' وہ اپنے پروردگار کی بے شمار نعمتیں بھی تو استعمال کر رہا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو شمار میں بھی نہیں لا سکتا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَإِنْ تَعُدُّوا نِعْمَةَ اللَّهِ لَا تُحْصُوهَا﴾ [1]

''اور اگر تم اللہ کی نعمتوں کا شمار کرنا چاہو تو تم اسے نہیں کر سکتے۔''

اس موقع پر نبی اکرم ﷺ کے مندرجہ ذیل فرمان کا ذکر انتہائی مفید ہے۔

نبی ﷺ نے فرمایا:

''اپنے سے کم تر کی طرف دیکھو اور اپنے سے زیادہ (مالدار) کی طرف نہ دیکھو یہ زیادہ لائق ہے تاکہ اللہ تعالیٰ کی نعمتیں تمہیں حقیر محسوس نہ ہوں۔'' [2]

انسان جب اس حقیقت کو سامنے رکھے تو اسے بہت جلد یہ احساس ہو جائے گا وہ لاتعداد لوگوں سے بہتر اور افضل ہے۔ اسی طرح اگر وہ اپنے معاشی حالات پر نظر ڈالے تو اسے یہ مشاہدہ کرنے میں کوئی دقت محسوس نہ ہوگی کہ وہ کئی لوگوں سے مضبوط ہے۔ اگر وہ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ ظاہری اور باطنی' دینی اور دنیاوی نعمتوں پر نظر دوڑائے تو اسے خوب اندازہ ہو جائے گا کہ اس کے پروردگار نے اسے خیر کثیر عطا کر رکھی ہے اور اسے بہت ساری تکالیف غموں اور پریشانیوں سے نجات دے رکھی ہے۔ یہ مشاہدہ اس کے لیے فرحت و سرور

---

[1] ١٦/ النحل: ١٨۔ [2] سنن ترمذی: ٣ ٢٥١٣۔

کا باعث ہوگا۔

شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب گلستان کے اندر ایک بہت لطیف حکایت درج کی ہے کہ ''کسی نے ایک آدمی کے پاؤں میں بہت خوبصورت اور قیمتی جوتا دیکھا جو اسے بہت پسند آیا جب اس نے اپنے جوتے پر نگاہ دوڑائی تو دل میں خیال آیا کہ اللہ تعالیٰ نے اُسے تو زبردست نعمت عطا کر رکھی ہے جبکہ میں اس سے محروم ہوں۔ یہی سوچتا ہوا کچھ ہی دور گیا تھا کہ اس کی نظر ایک ایسے آدمی پر پڑی جو دونوں ٹانگوں سے محروم تھا۔ اس نے فوراً توبہ کی کہ اے اللہ! اگر میرے پاس اچھا جوتا نہیں تو کیا ہوا؟ پاؤں تو' تو نے عطا کیے ہیں تیرا شکر ہے۔ شاید یہ حکایت شیخ صاحب نے اپنی طرف ہی منسوب کی ہے۔

انیسواں علاج: غموں کے مثبت پہلو پر نظر

اگر انسان کو غم یا پریشانی لاحق ہو جائے تو یہ صورت حال اس کے لیے بہت تکلیف دہ ہے لیکن اگر انہی غموں کے مثبت پہلوؤں پر غور کیا جائے تو شاید ان کو برداشت کرنا آسان ہو جائے۔ سوال پیدا ہو سکتا ہے کہ کیا غموں کے بھی مثبت پہلو ہو سکتے ہیں؟ جی ہاں! یہ بات آپ پہلے پڑھ چکے ہیں غموں کے بدلے مسلمان کے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔ بعض اوقات ایسے بھی ہوتا ہے کہ غم اور مصیبت کا مثبت پہلو فوراً انسان کے سامنے آ جاتا ہے مثلاً اس کے مخلص اور لالچی دوستوں میں فرق واضح ہو جاتا ہے کیونکہ مصیبت میں صرف مخلص دوست ہی کام آتے ہیں۔ اسی طرح اسے کئی اصلاحی پہلوؤں پر غور کرنے کا موقع ملتا ہے۔ شاید اسی مفہوم کو سامنے رکھتے ہوئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا:

''کوئی مؤمن (خاوند) کسی مؤمن عورت (بیوی) سے بغض نہ رکھے۔ اگر اسے اس کی ایک عادت ناپسند ہے تو (شاید) دوسری پسند آ جائے۔'' [1]

بیسواں علاج: اہم مقصد پر نظر

یہ ناقابل تردید حقیقت ہے کہ غم اور مصائب انسان کی پرسکون زندگی میں زہر گھول دیتے ہیں اور اس کی زندگی اجیرن بن جاتی ہے مگر وہ انسان حقیقت میں عقلمند اور خوش قسمت

[1] صحیح مسلم: ۱٤٦٩۔

ہے جو اس حقیقت سے باخبر ہے اطمینان بخش اور پُرسکون زندگی کا دورانیہ بہت ہی کم ہے' دنیا کی زندگی میں پریشانیاں' مصائب اور دکھ فطری سی بات ہے لہٰذا کیوں نہ ایسا ہو کہ وہ دنیاوی غموں میں الجھ کر اپنا وقت ضائع کرنے کی بجائے اس سے بڑے مقصد یعنی اصلاح اعمال اور اپنی آخرت بنانے کی فکر کرے۔؟ ہر عقلمند مسلمان کی یہ کوشش ہوتی ہے کہ اس کی مختصر زندگی کسی بہترین مقصد یا اعلیٰ مشن کی تکمیل میں گزرے۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''دو نعمتیں ایسی ہیں جن کی اکثر لوگ ناقدری کر کے خسارے میں رہتے ہیں (۱) صحت (۲) فارغ وقت۔ [1]

انسان جب بیماری میں مبتلا ہو جائے تو اسے صحت کی قدر آشکار ہوتی ہے اور وہ لاچاری کے عالم میں سوچتا ہے کہ کاش میں تندرستی کے ایام میں اچھے کام کر لیتا۔ مفلسی کے ایام میں خوشحالی کے دن یاد آتے ہیں اور انسان کفِ افسوس ملتا ہے کہ کاش میں اپنا مال و اسباب کسی بامقصد کام میں صرف کرتا' صدقہ کے ذریعے ذخیرہ آخرت بنا لیتا لیکن جب اس سے غم دور ہوتا ہے تو وہ پھر اسی ڈگر پر چل نکلتا ہے لہٰذا عقلمند وہی ہے جو بامقصد زندگی گزارنے کی فکر میں رہے اور اپنے قیمتی وقت کی قدر کرے۔

اکیسواں علاج: مخلص اہل علم سے مشورہ

مذہبی تعصبات و فرقہ بندی سے دور' اور لوگوں پر ذاتی رائے نہ ٹھونسنے والے مخلص اہل علم جو فقط کتاب و سنت کی بنیاد پر لوگوں کی رہنمائی کرتے ہیں' درحقیقت روشنی کے ایسے بلند مینار ہیں جو ان کو اندھیروں سے نکال کر روشنیوں میں لا کھڑا کرتے ہیں۔ یہی علما حقیقت میں ان کے خیر خواہ اور ہمدرد ہیں۔ جب لوگ غموں اور پریشانیوں سے دوچار ہوتے ہیں تو یہ ان کی مناسب رہنمائی کرتے ہیں۔ عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی کئی مثالیں پیش کی جا سکتی ہیں۔ خبابؓ بن ارت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ''ہم کو جب کفار کی بے پناہ اذیتوں اور تکلیفوں کا سامنا کرنا پڑا تو ایک دن ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر شکایت کی' آپ اس وقت اپنی چادر پر ٹیک لگائے کعبۃ اللہ کے سائے میں بیٹھے تھے۔ ہم

[1] صحيح بخاري: ٦٤١٢۔

نے عرض کیا' آپ اللہ تعالیٰ سے ہماری مدد کی درخواست کیوں نہیں کرتے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم سے پہلے لوگوں کو زمین میں گڑھا کھود کر گاڑ دیا جاتا اور ان کے سر پر آرا رکھ کر جسم کے دو ٹکڑے کر دیے جاتے' (یہ ظلم) ان کو دین سے ایک انچ بھی پیچھے نہ ہٹا سکتا' بعض لوگوں کے جسم کو لوہے کی کنگھیوں سے اس طرح کاٹا گیا کہ ان کی ہڈیاں اور گوشت الگ ہو گیا مگر وہ اپنے دین سے پیچھے نہ ہٹے' اللہ کی قسم! پروردگار اس دین کو ضرور بلند کرے گا حتیٰ کہ ایک سوار صنعاء (یمن کا دارالخلافہ) سے حضر موت (جگہ کا نام) تک جائے گا اس کو اللہ کے سوا کسی کا ڈر نہ ہوگا (امن ہوگا) یا پھر (چرواہے کو) اپنی بکریوں پر فقط بھیڑیا کا ڈر ہوگا اور کسی کا نہیں۔'' [1]

بعض تابعین نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے حجاج بن یوسف کے ظلم کی شکایت کی تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جواب دیا ''صبر کرو۔ ہر آنے والا وقت پہلے کی نسبت برا ہی آئے گا حتیٰ کہ تم اپنے رب سے جا ملو۔ (وہ کہتے) یہ بات ہم نے نبی ﷺ سے سنی ہے۔'' [2]

مصیبت زدہ مسلمان جب اہل علم سے ایسی مثالیں اور تاریخی واقعات سنتا ہے تو اس کے ایمان میں اضافہ ہوتا ہے اور اس کا غم ہلکا ہو جاتا ہے۔

مغیرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں ولید بن عبدالملک کے پاس گیا تو وہ بہت غمگین بیٹھے تھے۔ میں نے پوچھا اے امیر المؤمنین! کیا وجہ ہے آپ بہت افسردہ نظر آ رہے ہیں؟ وہ بولے اللہ کے فضل و کرم سے مسلمانوں کی تعداد زیادہ ہو چکی ہے اور مسجد تنگ پڑ رہی ہے۔ مسجد کے ساتھ ایک بہت بڑا گرجا ہے میں نے عیسائیوں سے مطالبہ کیا ہے وہ گرجا کی زمین منہ مانگی قیمت میں فروخت کر دیں تا کہ ہم مسجد کی توسیع کر سکیں' لیکن انہوں نے انکار کر دیا ہے' اسی وجہ سے میں پریشان ہوں۔

مغیرہ رضی اللہ عنہ کہنے لگے میرے پاس آپ کی پریشانی کا بہترین حل ہے۔ وہ کہنے لگے وہ کیسے؟ مغیرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے کہا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جب دمشق فتح کیا تھا تو شہر کے مشرقی دروازے سے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ لڑتے ہوئے داخل ہوئے۔ ان کو دیکھ کر اہل شہر دوسرے دروازے کی طرف دوڑے جہاں ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ محاصرہ کیے کھڑے تھے۔

[1] صحیح بخاری مع الفتح: ٣٦١٢۔ [2] بحوالہ علاج الهموم۔

انہوں نے ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ سے صلح کر لی۔ شہر کی ایک جانب سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم لڑتے ہوئے اور دوسری جانب سے صلح کے ذریعے داخل ہوئے۔ جنگ کے بعد ہم نے اس علاقہ کی حدود کا تعین کیا جو بزور شمشیر فتح ہوا۔ ہم نے یہ حصہ اپنے قبضہ میں لے لیا اور جو علاقہ صلح کے ذریعے فتح ہوا ان لوگوں کو ہی واپس کر دیا جب کہ گرجا گھر کو ایسے ہی چھوڑ دیا گیا تھا۔ اب ہم اس کا فیصلہ بھی وہی کریں گے جو شہر کا ہوا اور مجھے امید ہے کہ گرجا گھر کا تمام رقبہ اس حصہ میں شامل ہے جو ہم نے لڑتے ہوئے فتح کیا۔ ولید نے کہا آپ جائیں اور خود پیمائش کروائیں۔ پیمائش ہوئی تو گرجا گھر کی تمام زمین اس علاقہ میں ثابت ہوئی جو بزور شمشیر فتح ہوا۔ مغیرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں مشرقی سمت سے باب الجابیہ سے لے کر بازار ریحان تک کا تمام علاقہ گرا دیا گیا' گرجا گھر کی تمام زمین قبضہ میں لے لی گئی۔ ولید نے عیسائیوں کی طرف پیغام بھیجا' کہ قانون تقسیم اراضی کے تحت گرجا گھر کی تمام زمین قبضہ میں لے کر مسجد میں داخل کی جا رہی ہے۔ عیسائی حاضر ہوئے اور کہنے لگے' اے امیر المؤمنین! آپ نے ہمیں منہ مانگے اور بیش بہا مال و دولت کی پیش کش کی مگر ہم نے انکار کر دیا' اب آپ ہم پر یہ احسان ضرور کیجیے کہ مسجد کی ضرورت سے زائد حصہ گرجا گھر ہی رہنے دیں اور ہمارے ساتھ صلح کر لیں۔'' [1]

اہل علم سے مشورہ کرنے اور ان سے مناسب رہنمائی طلب کرنے سے انسان کے غم ہلکے یا ختم ہو جاتے ہیں بشرطیکہ مخلص علما اور کتاب و سنت پر کاربند اہل دانش سے مشورہ کیا جائے۔

بائیسواں علاج: خیر خواہ دوستوں کی صحبت اور ان سے تعاون کا حصول

غموں کو ختم کرنے کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ خیر خواہ اور مخلص دوستوں سے مشورہ اور ان کی مدد حاصل کی جائے' ان کی صحبت اختیار کی جائے تاکہ بہترین حل سامنے آ سکے' یقیناً وہ انسان بہت ہی خوش قسمت ہے جو اچھی صحبت اختیار کرے اور اسے مخلص دوستوں اور خیر خواہ عزیزوں کی مدد حاصل ہو۔ اسی ضمن میں کہنا چاہوں گا کہ اگر انسان کو نیک سیرت اور عقلمند بیوی کی رفاقت نصیب ہو تو وہ اس کے غم ختم کرنے یا کم از کم ان کو ہلکا کرنے میں بہترین

---

[1] البدایہ والنھایہ لابن کثیر' سیرۃ ولید۔

معاون ثابت ہوتی ہے یہی مثال بہترین خاوند کی بھی ہے۔ ماں باپ بہن بھائی عزیز دوست انسان کے غم بانٹنے اوران کوختم کرنے کے لئے ہرطرح سے اس کی مدد کرتے ہیں۔ انسان کو ایسے دوستوں عزیزوں کی صحبت اختیار کرنا چاہیے جو حقیقت میں اس کے معاون ہوں۔ لوط علیہ السلام نے اپنی قوم کی مخالفت ہٹ دھرمی اوران کی طرف سے ملنے والی شدید تکالیف کے پیش نظر کہا تھا۔

﴿قَالَ لَوْ اَنَّ لِیْ بِكُمْ قُوَّةً اَوْ اٰوِیْۤ اِلٰی رُكْنٍ شَدِیْدٍ﴾ ❶

''انہوں نے کہا کہ کاش مجھ میں تم سے مقابلہ کرنے کی قوت ہوتی یا میں کسی زبردست کا آسرا پکڑ پاتا۔''

یہاں قوت سے اپنے دست و بازو اور وسائل جبکہ رکن شدید (مضبوط آسرا) سے خاندان قبیلہ اور بھائی مراد ہیں۔''

ایک دفعہ سیدۃ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے انتہائی پریشانی اور افسردگی کے عالم میں شکایت کی کہ آج میرے والد محمد صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر تشریف لائے مگر اندر داخل ہونے کی بجائے واپس چلے گئے ہیں اور آپ ناگواری کا اظہار بھی کر رہے تھے حالانکہ میرے پاس تو آپ سب سے پہلے آتے تھے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا آپ کے واپس آجانے کی وجہ سے بہت افسردہ اور غمگین ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''دنیاوی ساز وسامان سے میرا کیا واسطہ؟ نقش ونگار اور زیب وزینت سے میرا کیا واسطہ؟ (کیونکہ دروازے پر نقش ونگار والا پردہ لٹکایا گیا تھا) سیدنا علی رضی اللہ عنہ واپس تشریف لائے اور ساری بات فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا سے بیان کردی۔ انہوں نے دوبارہ علی رضی اللہ عنہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا کہ ان سے پوچھئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس پردہ کے متعلق مجھے کیا حکم دیتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اسے میری طرف سے پیغام دے دو کہ اسے فلاں قبیلہ والوں کے پاس بھیج دے۔

اس کے بعد پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے گھر تشریف لائے۔ ❷

❶ ۱۱/ھود: ۸۰۔ ❷ ابوداؤد: ۴۱۴۹۔

دیکھیے مشفق باپ سرور کائنات ﷺ نے اپنی پیاری بیٹی کا غم ختم کرنے کے لیے کیسے تعاون فرمایا۔ اسی طرح ہر خیر خواہ مسلمان دوسرے بھائیوں کی پریشانیاں ختم کرنے کی کوشش کرتا ہے ان کی تکلیف میں اضافہ کا باعث نہیں بنتا۔

تیسواں علاج: تنگی کے بعد آسانی اور غم کے بعد خوشی کا سبق

اللہ تعالیٰ نے ہر تنگی کے بعد آسانی اور ہر غم کے بعد خوشی پیدا کی ہے۔ مسلمان کو یہ حسن ظن اور امید رکھنی چاہیے کہ اگر اسے کوئی پریشانی لاحق ہوئی ہے تو عنقریب اللہ تعالیٰ اسے آسانی اور خوشی نصیب فرمائیں گے کیونکہ جب غم کی شدت بڑھتی ہے اور امید کے تمام رستے مسدود ہوتے ہوئے نظر آتے ہیں تو اچانک اللہ تعالیٰ کی طرف سے آسانی میسر آتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿فَإِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۝ إِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۝﴾ [1]

''پس یقیناً مشکل کے ساتھ آسانی ہے، بے شک مشکل کے ساتھ آسانی ہے۔''

یہ وہ تسلی ہے جو اللہ تعالیٰ نے سرور کونین محمد ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اسلام کی راہ میں تکالیف برداشت کرنے پر دی ہے کہ عنقریب تمام مصائب، غم دکھ اور پریشانیاں ختم ہو جائیں گے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب ایک فقہی قاعدہ بھی اس معانی کی ترجمانی کرتا ہے کہ ((اِذَا ضَاقَ الْأَمْرُ اتَّسَعَ)) جب کسی معاملہ میں شدت اور تنگی پیدا ہوتی تو آسانی حاصل ہو جاتی ہے۔

نبی ﷺ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا تھا:

''خوب جان لو کہ اللہ کی مدد صبر کے ساتھ، کشادگی دکھ کے ساتھ اور آسانی تنگی کے ساتھ ہی آتی ہے۔'' [2]

---

[1] ٩٤/الم نشرح: ٥-٦۔

[2] مسند احمد؛ السلسلة الصحيحة: ٢٣٨٦۔

چوبیسواں علاج: ممکنہ حالات کے لیے تیار رہنا

انسان کو یہ بات ذہن نشین کر لینی چاہیے کہ اسے قطعاً علم نہیں کہ اسے کس وقت کن حالات کا سامنا کرنا پڑے' اس لیے اسے کسی بھی حادثاتی صورت حال کے لئے ہر وقت تیار رہنا چاہیے۔ دنیا فانی ہے اور آئے روز انسان مصائب اور تکالیف سے دوچار رہتا ہے' کبھی کوئی عزیز فوت ہو جاتا ہے' کبھی کوئی زخمی ہو جاتا ہے' کہیں حادثات پیش آ جاتے ہیں تو کسی پر کوئی خطرناک مرض حملہ کر دیتا ہے' الغرض انسان کو ایسے حالات سے نپٹنے کے لئے ہر وقت تیار رہنا چاہیے تاکہ اچانک ملنے والا غم اسے گھائل نہ کر جائے۔

پچیسواں علاج: خاص کھانے کی تیاری

عائشہ رضی اللہ عنہا مریض اور اس سوگوار آدمی کو تلبینہ کھانے کا حکم دیتی تھیں جو کسی عزیز کے مر جانے کا غم لئے ہوئے ہوتا تھا۔ اور وہ کہا کرتی تھیں:

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے ''بے شک تلبینہ مریض کے دل کو راحت اور غمگین کے غم کو ختم کرتی ہے۔'' [1]

نوٹ: تلبینہ کھانے کا نام ہے جو آٹا' دودھ اور شہد سے تیار کیا جاتا ہے اور اس کی رنگت سفید ہوتی ہے' اسے اردو میں حریرۃ کہتے ہیں۔

عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ جب کسی گھر کا کوئی فرد فوت ہو جاتا تو عورتیں ان کے گھر تعزیت کے لیے اکٹھی ہوتیں کچھ دیر کے بعد ایک ایک کر کے اپنے اپنے گھروں کو چلی جاتیں' وہاں صرف گھر والے یا ان کے عزیز و اقارب اور خاص خاص لوگ ہی رہ جاتے تو آپ اس گھر میں موجود عورتوں کو تلبینہ بنانے کا حکم دیتیں پھر ثرید بنایا جاتا اور تلبینہ کو اس پر انڈیل دیا جاتا' عائشہ رضی اللہ عنہا فرمایا کرتیں ''اے عورتو! اس سے کھاؤ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ ''تلبینہ مریض کے دل کو راحت اور غمگین کے غم کو ختم کرتی ہے۔'' [2]

ثرید: شوربہ میں روٹی کے ٹکڑے ڈال کر بنایا جاتا ہے۔

---

[1] صحیح بخاری مع الفتح: ٥٦٨٩۔

[2] فتح الباری: ٤١٤٧۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر دی جاتی کہ فلاں آدمی بیمار ہے اور اس نے کھانا پینا چھوڑ دیا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے:

''تم تلبینہ ضرور تیار کرواور (مریض کو) کھلاؤ۔ پس اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے یہ تمہارے پیٹ کو ایسے صاف کرے گی جیسے پانی میل کچیل کو چہرے سے صاف کر ڈالتا ہے۔'' ❶

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

''جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر والوں میں سے کسی کو بخار آتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے لئے حریرہ بنانے کا حکم دیتے اور اس میں سے ایک چلو بھر کر فرماتے: ''یہ غمگین کے دل کو تسکین دیتا ہے اور مریض کے جسم سے بیماری کو ایسے دور کر دیتا ہے جیسے پانی میل کچیل کو تمہارے چہرے سے دور کرتا ہے۔ ❷

حریرۃ: آٹے' پانی اور گھی سے بنایا جاتا ہے اور بعض دفعہ اس میں دودھ اور شہد ڈالا جاتا ہے اور بعض اوقات میٹھا بھی ڈال لیا جاتا ہے۔ اسے ہی تلبینہ کہتے ہیں' تلبینہ لبن سے ہے' لبن دودھ کو کہتے ہیں۔

مذکورہ حدیث مبارکہ سے یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ مریض کے لئے خاص قسم کے کھانے کا اہتمام کرنا چاہیے جو اس کی صحت کے موافق ہو تا کہ اس کا مرض کچھ ہلکا ہو سکے جیسے دلیہ وغیرہ اور یہ بھی کہ اگر کوئی انسان غمگین نظر آئے تو اس کی پریشانی کو ختم کرنے کے لئے بعض خصوصی کھانوں کی تیاری جائز ہے تا کہ اس کے غم کی شدت کم ہو سکے اور اس کا دل راحت محسوس کر سکے۔ مریض اور غمگین کی ڈھارس بندھانا مسلمان بھائیوں کی ذمہ داری ہے اسی لئے ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا تلبینہ تیار کرنے اور وفات پا جانے والے کے سوگوار عزیز و اقارب کو کھانے کا حکم دیتی تھیں اور اس فعل کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرتی تھیں۔

ہم اس موقع پر اس بات کی وضاحت ضروری سمجھتے ہیں کہ آج کل لوگ اس دیسی طریقہ علاج کو بے فائدہ اور ناکافی خیال کرتے ہیں۔ وہ انگریزی دواؤں کے جادو خیز اثر

---

❶ مسند احمد: ۱۵۲/۶۔ ❷ سنن الترمذی: ۲۰۳۹۔

سے متاثر ہیں لیکن ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں ''یہ حقیقت ہے کہ سرور کائنات ﷺ کی زبان اطہر سے نکلے ہوئے الفاظ کبھی بھی غلط نہیں ہو سکتے' یہ ہمارا ایمان ہے کیونکہ یہ کلمات اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ ﷺ پر بذریعہ وحی نازل کیے گئے ہیں۔ اسی پروردگار نے تمام کھانے پیدا کیے ہیں اور وہ ان کے خصائص کو بھی خوب جانتا ہے لہٰذا ہم یہ کہہ سکتے ہیں مختلف احادیث مبارکہ میں مذکور ''جو'' کا رس بھی ایک خوش کن غذا ہے۔ یہ مریض اور غمگین کے لئے فائدہ بخش ہے [1]

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''جو'' کا پانی مریض کے لئے فائدہ مند ہے بشرطیکہ اسے آگ پر پکایا جائے اور غمگین آدمی کے لئے بھی مفید ہے جب اسے آٹا (شاید اسے ہمارے ہاں ''ستو'' کا نام دیا جاتا ہے) بنا کر استعمال کیا جائے۔ [2]

چھبیسواں علاج: نماز استخارہ کا اہتمام

معزز سامعین غموں' پریشانیوں اور دکھوں سے بچنے کے لئے استخارہ ایک اہم ہتھیار ہے۔

استخارہ کا مطلب

کوئی بھی کام کرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ سے اس کام کے متعلق بھلائی اور مدد طلب کرنا کہ آیا یہ کام اس کے لئے فائدہ مند ہے یا نہیں۔ اور یہ دعا کرنا کہ اے اللہ! اگر یہ کام میرے لئے فائدہ مند ہے تو اسے میرے مقدر میں کردے ورنہ مجھ کو اس کام سے بچالے۔

استخارہ کا طریقہ

فرض نمازوں کے علاوہ دو رکعت نماز ادا کی جائے اور نماز سے فارغ ہو کر اللہ تعالیٰ سے گڑگڑا کر استخارہ کی خاص دعا کی جائے۔ استخارہ کی دعا کے الفاظ جابر رضی اللہ عنہ کی زبانی سنیے وہ فرماتے ہیں ''رسول اللہ ﷺ ہمیں تمام کاموں میں استخارہ کی ایسے تعلیم دیتے جیسے

---

[1] زاد المعاد: ۵/۱۲۰۔ [2] فتح الباری: ۱۴۷۔

قرآن کریم کی کوئی سورۃ سکھلاتے' آپ ﷺ فرماتے۔ ''تم میں سے کوئی شخص جب کسی کام کا ارادہ کرے تو فرض (نماز) کے علاوہ دو رکعت ادا کرے پھر یہ کہے:

((اَللّٰهُمَّ إِنِّیْ اَسْتَخِیْرُکَ بِعِلْمِکَ وَاَسْتَقْدِرُکَ بِقُدْرَتِکَ وَأَسْئَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ الْعَظِیْمِ فَإِنَّکَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا أَعْلَمُ وَأَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ' اَللّٰهُمَّ إِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْأَمْرَ (کام کا نام لے) خَیْرٌ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَةُ أَمْرِیْ فَاقْدُرْهُ لِیْ وَیَسِّرْهُ لِیْ ثُمَّ بَارِکْ لِیْ فِیْهِ وَإِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هٰذَا الْأَمْرَ شَرٌّ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَةُ أَمْرِیْ فَاصْرِفْهُ عَنِّیْ وَاصْرِفْنِیْ عَنْهُ وَاقْدُرْ لِیَ الْخَیْرَ حَیْثُ کَانَ ثُمَّ أَرْضِنِیْ بِهٖ))

''اے اللہ! میں تجھ سے تیرے علم کے ساتھ خیر کا سوال کرتا ہوں اور تیری قدرت کے ساتھ طاقت کا سوال کرتا ہوں اور تجھ سے تیرے عظیم فضل کا سوال کرتا ہوں کیونکہ تو قدرت رکھتا ہے اور میں قدرت نہیں رکھتا اور تو جانتا ہے اور میں نہیں جانتا اور تو غیبوں کو جاننے والا ہے' اے اللہ! اگر تو سمجھتا ہے کہ یہ کام (کام کا نام لے) میرے لیے میرے دین میری معاش اور میرے انجام کار کے اعتبار سے بہتر ہے تو اسے میری قسمت میں کر دے اور اسے میرے لیے آسان کر دے اور پھر میرے لیے اس میں برکت عطا فرما اور اگر تو سمجھتا ہے کہ یہ کام میرے لیے میرے دین' میری معاش اور میرے انجام کار کے اعتبار سے برا ہے تو اسے مجھ سے ہٹا دے اور مجھے اس سے ہٹا دے اور میری قسمت میں بھلائی پیدا کر وہ جہاں بھی ہو پھر مجھے اس پر راضی کر دے۔'' [1]

فائدہ: بعض لوگوں کا خیال ہے کہ استخارہ کرنے کے بعد کام کرنے یا نہ کرنے کی وضاحت خواب کے ذریعے ہوتی ہے' یا انسان کی طرف الہام ہوتا ہے وغیرہ۔ یہ تمام باتیں صحیح نہیں ہیں دراصل اگر وہ کام اس کے حق میں بہتر ہو تو اس کے لئے آسان ہو جاتا ہے اور

[1] صحیح بخاری: ۷/۱۱۶۲۔

اس کے اسباب میسر آتے ہیں' خواب آئے یا نہ آئے وہ کام اس کے لیے ممکن ہو جاتا ہے اور اگر اس کے حق میں بہتر نہ ہو تو اس کے لئے وہ کام کرنا مشکل ہو جاتا ہے اور اس میں کوئی نہ کوئی رکاوٹ پیدا ہو جاتی ہے۔

ستائیسواں علاج: صبر کا مظاہرہ

پریشانیوں کا بہترین اور بنیادی علاج صبر ہے۔ ہم نے اس کو سب سے آخر میں ذکر کیا ہے گویا کہ پریشانیوں کا آخری علاج صبر ہے۔ جب انسان تمام وسائل بروئے کار لا کر بھی اپنا غم اور دکھ ختم نہیں کر سکتا تو آخر کار اسے صبر کا دامن ہی تھامنا پڑتا ہے مثلاً کسی عزیز کے مرنے پر چند دن واویلا اور جزع فزع کرنے کے بعد انسان صبر کر کے بیٹھ جاتا ہے' کیا ہی اچھا ہو کہ وہ شروع سے ہی صبر کا مظاہرہ کرے اور کسی بھی مشکل میں صبر کا دامن نہ چھوڑے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا ٱسْتَعِينُوا بِٱلصَّبْرِ وَٱلصَّلَوٰةِ ۚ إِنَّ ٱللَّهَ مَعَ ٱلصَّٰبِرِينَ﴾ [1]

''اے ایمان والو! صبر اور نماز کے ساتھ مدد طلب کرو' یقیناً اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کا ساتھ دیتا ہے۔''

اور فرمایا:

﴿وَلَا تَقُولُوا لِمَن يُقْتَلُ فِى سَبِيلِ ٱللَّهِ أَمْوَٰتٌۢ ۚ بَلْ أَحْيَآءٌ وَلَٰكِن لَّا تَشْعُرُونَ ۞ وَلَنَبْلُوَنَّكُم بِشَىْءٍ مِّنَ ٱلْخَوْفِ وَٱلْجُوعِ وَنَقْصٍ مِّنَ ٱلْأَمْوَٰلِ وَٱلْأَنفُسِ وَٱلثَّمَرَٰتِ ۗ وَبَشِّرِ ٱلصَّٰبِرِينَ ۞ ٱلَّذِينَ إِذَآ أَصَٰبَتْهُم مُّصِيبَةٌ قَالُوٓا إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّآ إِلَيْهِ رَٰجِعُونَ ۞ أُولَٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَٰتٌ مِّن رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ ۖ وَأُولَٰٓئِكَ هُمُ ٱلْمُهْتَدُونَ﴾ [2]

''اور اللہ تعالیٰ کی راہ کے شہیدوں کو مردہ مت کہو وہ زندہ ہیں لیکن تم نہیں سمجھتے اور ہم کسی نہ کسی طرح تمہاری آزمائش ضرور کریں گے' دشمن کے ڈر

[1] ۲/البقرۃ:۱۵۳۔ [2] ۲/البقرۃ:۱۵۴۔۱۵۷۔

سے' بھوک پیاس سے' مال وجان اور پھلوں کی کمی سے اور ان صبر کرنے والوں
کو خوشخبری دے دیجئے' جنہیں کبھی کوئی مصیبت آتی ہے تو کہہ دیا کرتے ہیں
کہ ہم خود اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہیں اور ہم اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں ان پر
ان کے رب کی نوازشیں اور رحمتیں ہیں اور یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔''

قارئین پریشانیوں' غموں اور دکھوں کے متعلق ہدایت و رہنمائی کے لئے یہ آیت کریمہ ہی کافی ہے۔ اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ غم' پریشانی اور مصیبت نازل فرما کر آزمانا چاہتے ہیں کہ کون لوگ صبر کا مظاہر کرتے ہیں اور انہیں اس بات کا یقین کامل ہے کہ ان کے پاس جو کچھ ہے سب پروردگار عالم کی طرف سے عطا کردہ ہے اور اس کی امانت ہے' اگر وہ اس میں سے کچھ (جان' مال اور اسباب وغیرہ) واپس لے لیتا ہے تو واویلا کرنے کی کیا ضرورت ہے اور بے صبری کا مظاہرہ کرنے کا کیا فائدہ ہے؟ اور وہ جانتے ہیں کہ ہمیں ((اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْن)) پڑھ کر اس بات کا اعلان کرنا چاہیے کہ اے اللہ! تو نے ہی یہ سب کچھ عطا کیا تھا اب اگر کوئی نعمت تو نے واپس لے لی ہے تو ہم تیری مرضی پہ راضی ہیں اور صبر کا مظاہرہ کرنے والے ہیں۔

لقمان علیہ السلام کی نصیحت جو وہ اپنے لخت جگر کو کر رہے تھے' اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں یوں ارشاد فرمائی:

﴿وَاصْبِرْ عَلٰى مَآ اَصَابَكَ ۭ اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ﴾ [1]

''اور جو مصیبت تم پر آ جائے تو صبر کرنا (یقین مان) کہ یہ بڑے تاکیدی
کاموں میں سے ہے۔''

اس آیت کریمہ میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ صبر کرنا عالی ہمت لوگوں کا کام ہے اور مصائب کے وقت اس کا عملی مظاہرہ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ اور حوصلہ مند بندوں کا طریقہ کار ہے۔

---

[1] ۳۱/لقمان:۱۷۔

پریشان کن خواب کا غم اور اس کا خاص علاج

غموں کے علاج اور پریشانیوں کے خاتمہ کے لیے ہم نے چند نکات آپ کی خدمت میں عرض کیے ہیں۔ آپ نے غموں کی تقسیم کے تحت گیارھویں نمبر پر ایک عنوان ملاحظہ فرمایا ''پریشان کن خواب دیکھنے کا غم'' اس کا خاص علاج فرامینِ رسول ﷺ کی روشنی میں پیش خدمت ہے۔

اگر انسان پریشان کن خواب دیکھے تو مندرجہ ذیل نکات پر عمل کرے۔

① تین دفعہ بائیں طرف تھوکے۔

② شیطان کے شر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرے (اَعُوذُ بِاللّٰہِ...... پڑھے)

③ فوراً پہلو بدل لے۔

④ یہ خواب کسی کو بیان نہ کرے۔

⑤ اگر ممکن ہو سکے تو دو رکعت نماز ادا کرے۔

نبی ﷺ نے فرمایا: ''اگر کوئی (شخص) ناپسندیدہ خواب دیکھے تو اسے چاہیے کہ تین دفعہ بائیں طرف تھوک دے' شیطان اور اس کے شر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرے' یہ خواب کسی سے بیان نہ کرے اس (عمل) سے یہ خواب اس کے لیے نقصان دہ نہ ہوگا۔ [1]

ایک حدیث میں یہ ہے (مذکورہ چار اعمال کے ساتھ ممکن ہو تو) دو رکعت نماز بھی ادا کرے۔ [2]



[1] صحیح مسلم مع الشرح:۵۸۶۳۔ [2] صحیح مسلم مع الشرح:۵۸۶۵۔

ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ اور پریشانیوں کا علاج

معزز قارئین! ہم معروف محدث وفقیہ اور محقق عالم دین حافظ ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ کے بیان کردہ پندرہ اصولوں کا خلاصہ فقط نکات کی شکل میں بیان کر رہے ہیں جو انہوں نے غم، پریشانی اور مصیبت کو دور کرنے کے لیے بڑے خوبصورت پیرائے میں بیان کیے ہیں۔

① توحید الربوبیہ (فقط اللہ تعالیٰ کو رب ماننا) کا اقرار

② توحید الألوهیہ (فقط اللہ تعالیٰ کو عبادت کے لائق سمجھنا) کا اقرار

③ توحید الأسماء والصفات (اللہ تعالیٰ کے پیارے ناموں اور اس کی بہترین صفات پر یقین رکھنا اور ان کے واسطہ سے اسے پکارنا۔

④ اس بات کا اقرار کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر کبھی ظلم نہیں کرتا۔

⑤ بندے کا اعتراف کہ وہ خود اپنی جان پر ظلم کرتا ہے۔

⑥ اللہ تعالیٰ کے اسماء خصوصاً اَلْحَیُّ (زندہ) اَلْقَیُّوْمُ (کائنات کو قائم کرنے والا) اَلرَّحْمٰنُ (مہربان) اَلرَّحِیْمُ (رحم کرنے والا) کے وسیلہ سے دعائیں کرنا۔

⑦ صرف اللہ تعالیٰ ہی سے مدد طلب کرنا۔

⑧ اللہ تعالیٰ سے ہی امیدیں وابستہ رکھنا۔

⑨ اللہ تعالیٰ پر توکل کرنا اور جائز اسباب اختیار کرتے ہوئے اپنے تمام کام مالک کائنات کے سپرد کرنا اور یہ سمجھنا کہ انسان کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے فیصلے کو کوئی رد نہیں کر سکتا۔

⑩ قرآن مجید کی تلاوت سے سکون اور راحت محسوس کرنا اور ہر مصیبت، غم اور پریشانی کا علاج تلاوت قرآن مجید اور اس میں غور و فکر سے تلاش کرنا۔

⑪ کثرت استغفار۔

⑫ سچی توبہ کا اہتمام۔

⑬ جہاد فی سبیل اللہ کا شوق۔

⑭ نماز کا اہتمام۔

⑮ یہ اعتقاد رکھنا کہ اللہ تعالیٰ کی توفیق کے بغیر کچھ کر سکنے کی ہمت اور طاقت انسان میں

نہیں ہے۔

چند نصیحت بھرے الفاظ

ہم اس کتاب کے آخر میں مسلمان بھائیوں کی خدمت میں گزارش کرنا چاہیں گے کہ بے شک دنیا میں پریشانیاں بہت زیادہ ہیں' اس کے غم بہت بڑے ہیں جن میں سے بعض بڑے خطرناک بھی ہیں مگر آخرت کے غموں کے مقابلہ میں ان کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ وہ پریشانی انتہائی سخت اور وہ غم ناقابل برداشت ہے۔ ازراہ مثال ہم ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ حدیث کا تذکرہ مناسب سمجھتے ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''قیامت کے دن میں لوگوں کا سردار ہوں گا' کیا تم جانتے ہو کہ ایسا کیوں ہوگا؟ اللہ تعالیٰ اگلے اور پچھلے سب لوگوں کو ایک میدان میں اکٹھا کرے گا وہ میدان ایسا (ہموار) ہوگا کہ آواز دینے والا ہر کسی کو اپنی آواز سنا سکے گا اور دیکھنے والا ان سب کو دیکھ سکے گا' سورج انتہائی قریب آجائے گا' لوگوں کو اتنا غم ہوگا اور ایسی شدید تکلیف ہوگی جس کو وہ برداشت نہیں کرسکیں گے اور نہ ہی اسے اٹھانے کی سکت ان میں ہوگی۔ لوگ (غم کی شدت سے نڈھال ہوکر) ایک دوسرے کو کہیں گے۔ دیکھو بھائیو! تم جانتے ہو نوبت کہاں آ پہنچی (کیسا سخت وقت ہے) اب چلو کسی ایسے شخص کو تلاش کرو جو پروردگار عالم کے پاس تمہاری سفارش کر سکے۔ پھر آپس میں مشورہ کرنے کے بعد کہیں گے' آؤ آدم علیہ السلام کے پاس چلتے ہیں۔ سب لوگ ان کے پاس حاضر ہوں گے اور ان سے عرض کریں گے آپ تمام انسانیت کے باپ ہیں' اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے مبارک ہاتھوں سے بنایا ہے' اپنی روح آپ میں پھونکی ہے (زندگی کا عکس آپ کے پتلے میں ڈالا ہے) اور فرشتوں کو حکم دیا کہ آپ کو سجدہ کریں۔ آپ اپنے پروردگار سے ذرا ہماری سفارش کردیں' آپ دیکھ رہے ہیں کہ ہم کس حال میں ہیں اور ہماری حالت کیا ہو چکی ہے۔؟ (ہم سر سے پاؤں تک پسینے میں غرق ہیں) آدم علیہ السلام کہیں گے اے لوگو! آج پروردگار اتنے جلال (غصے) میں ہے کہ آج سے پہلے کبھی نہ تھا' اور مجھ سے تو ایک غلطی ہو چکی ہے' اس نے جس درخت سے مجھ کو روکا تھا میں نے اسی کا پھل کھا لیا۔ آج مجھے اپنی فکر ہے' مجھے اپنی فکر ہے' مجھے اپنا غم ہے' تم کسی اور کے پاس

چلے جاؤ۔ نوح علیہ السلام پیغمبر کے پاس جاؤ۔ یہ سن کر لوگ نوح علیہ السلام کے پاس جائیں گے اور کہیں گے۔ آپ پہلے پیغمبر ہیں جو زمین والوں کی طرف بھیجے گئے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنا شکر گزار بندہ بنایا ہے اور (آپ کے متعلق) فرمایا ہے ((اِنَّهٗ كَانَ عَبْدًا شَكُوْرًا)) ''کہ وہ میرا شکر گزر بندہ تھا'' آپ اپنے پروردگار کے ہاں ہماری سفارش کریں' آپ دیکھ رہے ہیں کہ ہم کس تکلیف دہ صورت حال میں مبتلا ہیں اور ہمارا حال بہت برا ہو چکا ہے۔ وہ کہیں گے میرا پروردگار آج اتنے جلال میں ہے کہ پہلے کبھی نہ تھا' دنیا میں مجھ سے ایک غلطی ہوئی کہ میں نے اپنی قوم پر بددعا کر دی تھی جس کی وجہ سے بہت سے لوگ ہلاک ہو گئے تھے' حالانکہ یہ معاملہ اللہ تعالیٰ کی مرضی پر چھوڑ دینا بہتر تھا۔

لوگو! مجھے اپنا غم ہے' مجھے اپنا غم ہے' مجھے اپنا غم ہے۔ تم لوگ ابراہیم علیہ السلام کے پاس چلے جاؤ۔ یہ سن کر سب لوگ ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور عرض کریں گے' اے ابرہیم علیہ السلام! آپ اللہ تعالیٰ کے نبی اور روئے زمین کے باسیوں میں سے فقط آپ ہی اس کے خلیل (گہرے دوست) ہیں' آپ پروردگار سے ہماری سفارش کریں کیا آپ دیکھ نہیں رہے کہ گرمی' پسینہ اور سختی سے ہماری کیا حالت ہو چکی ہے۔؟ وہ کہیں گے۔ اے لوگو! آج پروردگار اس قدر غصہ میں ہے' کہ ایسے پہلے کبھی نہیں تھا۔ اور آج کے بعد کبھی ایسا غصہ نہیں کرے گا۔ میں دنیا میں ایک غلطی کر بیٹھا کہ تین مواقع پر میں نے کچھ غلط بات کہی' لوگو! مجھے تو اپنا غم ہے' مجھے تو اپنا غم ہے' مجھے تو اپنا غم ہے۔ تم لوگ موسیٰ علیہ السلام کے پاس چلے جاؤ۔

لوگ موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور ان سے عرض کریں گے۔ اے موسیٰ علیہ السلام! آپ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر ہیں' اللہ تعالیٰ نے آپ سے براہ راست کلام کیا اور آپ کو خاص پیغمبر بنایا ہے اور لوگوں پر آپ کو بزرگی اور فضیلت عطا کی ہے' پروردگار سے ہماری سفارش کریں دیکھیں (غم اور پریشانی سے) ہماری حالت کیا ہو چکی ہے؟

موسیٰ علیہ السلام کہیں گے آج میرا مالک اس قدر غصے میں ہے کہ پہلے تو کبھی اتنے غصے میں نہیں تھا اور نہ ہی آئندہ کبھی ہو گا' دنیا میں مجھ سے ایک آدمی کا خون ہو گیا تھا حالانکہ یہ کام کرنے کی مجھے اجازت نہیں تھی' اے لوگو! مجھے تو اپنا غم ہے' مجھے تو اپنا غم ہے' مجھے تو اپنا غم

ہے۔تم کسی اور کے پاس چلے جاؤ۔ایسا کرو کہ تم لوگ عیسیٰ علیہ السلام کے پاس چلے جاؤ۔سب لوگ جمع ہو کر عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور عرض کریں گے' آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور اس کا کلمہ ہیں جو اس نے مریم علیہا السلام کی طرف ڈالا تھا۔اور اس کی طرف سے روح ہیں' آپ نے (ماں کی) گود میں ہی لوگوں سے باتیں کی ہیں' آپ اپنے پروردگار سے ہماری سفارش کریں کہ وہ ہمیں اس مصیبت سے نجات دے۔عیسیٰ علیہ السلام کہیں گے۔

آج میرا پروردگار اتنے غصے میں ہے کہ اس سے پہلے کبھی نہ تھا اور نہ ہی آئندہ ہوگا۔ مجھے چھوڑو کسی اور کے پاس چلے جاؤ۔ مجھے تو اپنا غم ہے' مجھے تو اپنی جان کی فکر ہے' مجھے اپنی فکر ہے۔ایسا کرو تم سب لوگ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلے جاؤ۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (یہ بات سن کر) سب اگلے اور پچھلے میرے پاس آئیں گے۔اور کہیں گے اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ! آپ اللہ کے پیغمبر اور خاتم الانبیا ہیں اور اللہ تعالیٰ نے (اپنے فضل سے) آپ کی اگلی اور پچھلی تمام خطائیں (لغزشیں) معاف کر دیں ہیں۔آپ ہماری سفارش اپنے پروردگار سے کریں۔آپ دیکھ رہے ہیں کہ ہمارا کیا حال ہو گیا ہے۔؟

میں یہ سنتے ہی (میدان حشر) سے چلوں گا اور عرش الٰہی کے نیچے پہنچ کر اپنے پروردگار کے سامنے (طویل) سجدے میں گر پڑوں گا۔پروردگار اپنی تعریف اور خوبی کے وہ وہ کلمات میرے دل میں ڈال دے گا (اور میری زبان سے نکلوائے گا) جو اس نے مجھ سمیت پہلے کسی کو نہیں بتلائیں۔پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوگا' اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! اپنا سر اٹھایئے' آپ جو مانگیں گے وہ ملے گا' جس کی سفارش کریں گے وہ سنی جائے گی' میں سر اٹھا کر عرض کروں گا۔اے پروردگار! میری امت پر رحم فرما' اے پروردگار! میری امت پر رحم فرما' اے پروردگار! میری امت پر رحم فرما' ارشاد ہوگا''اپنی امت میں سے ستر ہزار آدمی جو بغیر حساب و کتاب جنت میں جانے والے ہیں بہشت کے دائیں دروازے سے لے جایئے۔(یہ وہ لوگ ہیں) جو باقی دروازوں سے بھی دیگر لوگوں کے ساتھ داخل ہو سکتے ہیں۔

پھر فرمایا: اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے' بہشت کے دونوں دروازوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا مکہ اور حمیر (صنعاء جو یمن کا دارالخلافہ ہے)

یا جیسے مکہ اور بصریٰ کا ہے۔ [1]

اور دیگر احادیث میں ہے کہ اس سفارش کے بعد لوگوں کا حساب وکتاب شروع کیا جائے گا۔

مسلمان بھائیو! اس دن کی فکر اور مناسب تیاری رکھو اور مذکورہ حدیث کے ایک ایک لفظ کو غور سے پڑھو اور اپنے عقائد کی بھی اصلاح کر لو جس دن آدم، نوح، ابراہیم، موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام جیسے جلیل القدر انبیا بھی بولنے کی جرأت نہیں کریں گے، اس دن کسی اور کی کیا مجال ہے کہ کوئی بات کر سکے۔؟ بعض مفاد پرست اور نام نہاد مذہبی رہنماؤں نے لوگوں کو بے وقوف بنا رکھا ہے کہ اس دن فلاں کے جھنڈے کے نیچے، فلاں کے گروہ میں داخل ہو کر ہم تو جنت میں داخل ہو جائیں گے اور اس بنیاد پر لوگوں کو اعمال صالح سے بھی دور رکھا جا رہا ہے کہ نماز، روزہ، حج کی کیا ضرورت ہے؟ شاید اسی پر فریب دعویٰ کی بنیاد پر ہم نے آخرت کا غم چھوڑ رکھا ہے لہٰذا آنکھیں کھول کر حقیقت کا ادراک کرنے کی کوشش کریں۔ اور کھلے دل کے ساتھ دلائل وحقائق پر غور کرنے کی کوشش کریں۔ آخر میں ہر کتاب پڑھنے والے معزز قاری سے دعاؤں کی درخواست ہے۔

اللہ ہم سب کا حامی وناصر ہو اور ہمارے نیک اعمال کو قبول فرما کر ہمارے لیے ذخیرہ آخرت بنائے۔ آمین



[1] صحیح بخاری مع الفتح [illegible]

حسبی اللہ

لا الہ الا ہو علیہ توکلت وہو رب العرش العظیم

پریشانیوں سے نجات